

25/جون 2020ء (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

1

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بائیسواں بجٹ اجلas

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ ہوئا 25/جون 2020ء بروز جمعرات بھطابن 03 ذیقعد 1441 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاءت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	رخصت کی درخواستیں۔	04
3	میزانیہ بابت مالی سال 21-2020ء پر بحیثیت مجموعی عام بحث۔	04

ایوان کے عہدیدار

اپیکر----- میر عبدالقدوس بزنجو

ڈپٹی اپیکر----- سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی----- جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی) ----- جناب عبدالرحمن

چیف رپورٹر----- جناب مقبول احمد شاہ وانی



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 25 / جون 2020ء بروز جمعرات بھٹاپن 03 ذیقعد 1441 ہجری، بوقت شام 05 بجکر 20 منٹ پر زیر صدارت میر عبدالقدوس بزنجو، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

إِنَّ الَّذِينَ امْنَوْا وَعَمِلُوا الصِّلَاةَ لَهُمْ جَنَّتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَرُ هذِلِكَ الْفَوْزُ
الْكَبِيرُ ه ط إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ه ط إِنَّهُ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيدُ ه ط وَهُوَ الْغَفُورُ
الْوَدُودُ ه لَا ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ ه فَعَالٌ لِمَا يُرِيدُ ه

(پارہ نمبر ۳۰ سورۃ البروج آیات نمبر ۱۱ تا ۱۲)

ترجمہ: پیشک جو لوگ یقین لائے اور کیس انہوں نے بھلائیاں ان کے لئے باغ ہیں جنکے نیچے بہتی ہیں نہریں یہ ہے بڑی مراد ملنی۔ پیشک تیرے رب کی پکڑ سخت ہے۔ پیشک وہی کرتا ہے پہلی مرتبہ اور دوسری۔ اور وہی ہے بخششے والا محبت کرنیوالا۔ ماں عرش کا بڑی شان والا۔ کرڈا لئے والا جو چاہے۔ صدق اللہ العظیم۔

جناب اسپیکر: جزاک اللہ۔ رخصت کی درخواستیں۔

جناب طاہر شاہ کا کڑ (سیکرٹری اسمبلی): میر محمد عارف محمد حسنی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ ناسازی طبیعت کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ملک سکندر خان ایڈو و کیٹ صاحب نے کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔ نواب محمد اسلام ریسیسانی صاحب! آپ کو میرے خیال میں یہ سیٹ الٹ کی گئی ہے ملک سکندر کے ساتھ، آگے والی۔ کیونکہ ہم، آپ کی سیٹ یہاں ملک سکندر کے ساتھ۔

نواب محمد اسلام خان ریسیسانی: جناب اسپیکر! آپ نے ہماری دھلائی کروادی ہے۔

جناب اسپیکر: گورنمنٹ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے پتہ نہیں چلتا تھا، آزاد بیچوں میں ہیں یا اپوزیشن میں ہیں؟ لیکن آپ ہمارے سابقہ چیف منسٹر ہیں محترم ہیں۔ ہم نے سوچا کہ فرنٹ سیٹ آپ کو دے دیں۔ شکر یہ میزانیہ بابت مالی سال 21-2020ء پر عام بحث۔ احمد نواز بلوج صاحب بحث کا آغاز کریں۔

جناب احمد نواز بلوج: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکر یہ جناب اسپیکر صاحب۔ سب سے پہلے میں اس سے شروع کروں گا کہ جو واقعات بلوچستان میں روپنا ہوئے ہیں ان پر تھوڑی سی اراکین کی توجہ چاہتا ہوں۔ رمسا اور اُسکی والدہ، سانحہ تربت، کلثوم بی بی کی شہادت تمپ میں، عارفہ بی بی کی شہادت ان سب کی میں نہ مت کرتا ہوں کہ اس جدید دور میں اور پسمانہ صوبہ میں کہ ہمارے گھروں میں دن دیہاڑے۔۔۔

جناب اسپیکر: بحث پر عام بحث ہے۔

جناب احمد نواز بلوج: یہ کبھی بحث سے related ہے۔

جناب اسپیکر: یامن و امان سے related ہے۔ اس کے لئے باقاعدہ بحث کر لیں۔

جناب احمد نواز بلوج: یہ تھوڑی سی شروعات ہے۔

جناب اسپیکر: جی نواب صاحب۔

نواب محمد اسلام خان ریسیسانی: But you can budget speech میں کچھ limits ہوتے ہیں

discuss any thing.

جناب اسپیکر: بالکل۔ نواب صاحب پہلے بجٹ پر توجہ شروع کریں بعد میں باقی چیزیں بھی اندر آئیں گی۔
جناب احمد نواز بلوچ: تو میں ان واقعات کی شدید الفاظ میں نہست کرتا ہوں اپنی طرف سے اپنی پارٹی بلوچستان نیشنل پارٹی کی طرف سے کا ایسے واقعات ہمارے بلوچستان میں رونما ہو رہے ہیں، ہماری روایات ہیں ہماری صدیوں سے جو روایات یہاں موجود ہیں جو خواتین کا خاص کر کے۔

جناب اسپیکر: میرے خیال میں چیف منستر صاحب نے انکو suspend بھی کیا ہوا ہے۔
جناب احمد نواز بلوچ: اس کا ایوان نے بھی نوٹ لیا ہے اور آپ نے جس انداز میں اس واقعہ کا آپ نے اُس ٹائم رولنگ دیکر کے اپنے سارے جنت سے کہہ کر آپ نے جو اسکے حقوق تھے وہ آپ نے معلوم کیتے اس پر ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور آئندہ بھی ایسے واقعات کے مدارک کیلئے اقدامات کریں۔

جناب اسپیکر: نہیں، باقاعدہ اس کے لئے ایک انکوائری کمیٹی بھی بنادی گئی ہے۔
جناب احمد نواز بلوچ: اس کا بھی آپ کا شکریہ بہت مہربانی جیسے کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ اس کے لئے انکوائری کمیٹی بھی تشکیل دی گئی ہے، بہت مہربانی جناب اسپیکر۔ بجٹ پر بحث ہم کہاں سے شروع کریں بجٹ ایسا ہے کہ جس میں غریب عوام کے لئے میں مزدور طبقہ اور اجرت والوں کے لئے ہم نے کچھ نہیں دیکھا ہے۔ بجٹ مفاد پرست اور ان لوگوں کے لئے تشکیل دیا گیا ہے یا ترتیب دیا گیا ہے اور پرانی پیالیں ڈی پی بھی انہیں لوگوں کے زیر سایہ بن رہی تھی اور آج بھی یہ بجٹ ان لوگوں کے لئے ترتیب دے کر صرف cut-paste کر کے یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! اس بجٹ میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایجوکیشن کے لئے کچھ بھی نہیں ہے اگر ایجوکیشن ہے بھی تو وہ ان منظور نظر لوگوں کے لئے، بالکل ہم چاہتے ہیں کہ بلوچستان میں جہاں بھی گдан ہیں، صحراء ہے، پہاڑ ہے سب جگہ پر ایجوکیشن پہنچ بگرا نہائی دکھ کے ساتھ ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ جن علاقوں میں جیسے کہ کل خلق ہزارہ صاحب نے کہا کہ ہمیں اسکو لوں کی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر آپ کو نہیں ہے میرے بھائی آپ کو نہیں کسی اور حلقة میں اس اسکول کو آپ دے دیں ہمیں ضرورت ہے سکولوں کی کالجوں کی یونیورسٹیوں کی اور ٹیکنیکل اداروں کو۔ اگر اس بھائی کو ضرورت نہیں ہے تو آپ دوسرے حلقوں میں بھی دیکھیں وہ بھی آپ کے علاقے ہیں جہاں بھی بلوچستان کے علاقوں میں اپنی اُس اسکیم کو دے دیں وہ میرے خیال میں آپ کا کہنا مانتے ہیں ہمارا کہنا نہیں مانتے۔ تو ایجوکیشن کے حوالے سے ہمیں بھی اپنے علاقوں میں خصوصاً کوئی اور سریاب میں ہم نے بھی اپنی proposals جو کہ عوام نے ہمیں دی تھیں ہم نے ابھی ان کو سیکرٹری صاحب کی میل پر ہم نے رکھ دی ہے کہ یہ یہ اسکول ہیں آپ اپنے محکمانہ اُس میں ڈال دیں تو انہوں نے کہا کہ ہم ڈال دیں گے ابھی

جب بجٹ پی ایس ڈی پی بک آئی ہے تو اس میں ہم نے دیکھا کہ ہمارے اسکول نہیں تھے چھپلی پی ایس ڈی پی میں بھی نہیں تھے۔ تو میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کے علاوہ ملازمتوں کے لئے تو ہم چھ ہزار افراد کی بھرتوں کے متعلق یہاں اعلانات سنے ہیں مگر ہر دور میں ملازمتوں کا اعلان تو کیا جاتا ہے بجٹ میں پی ایس ڈی پی میں بجٹ بھی رکھا جاتا ہے مگر جب تعیناتیوں کا وقت آتا ہے تو کسی سے پندرہ لاکھ کسی سے بیس لاکھ کسی سے تیس لاکھ اُن پوسٹوں کے لئے ایک بولی لگ جاتی ہے۔ تو اسکی بھی میں نہ مت کرتا ہوں کہ اگر meritfair پر ان کی بھرتیاں ہوں تو وہ پیسے انہی پر خرچ ہوں جن کے لئے بجٹ میں رکھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ جناب صحت کی صورتحال آپ دیکھ لیں۔ کرونا جیسے جو پوری دنیا میں ایک وبا چھلی ہے اور یہ کوئی اور بلوچستان میں اسے جس انداز سے لایا گیا اور اسکے لئے جتنے فنڈز نکالے گئے وہ فنڈز میرے خیال میں یہاں سے اگر آپ ایک کمیٹی بنائیں گے جو جا کر کے مختلف ہسپتاں کا دورہ کرے کرونا سے پہلے اور کرونا کے بعد۔ ابھی بعد پتہ نہیں کہ آئے گا مگر جو پہلے والا ستم تھا بھی بھی آپ ہسپتاں میں جائیں آپ کوئینکل لوگ نہیں ملیں گے۔ کروڑوں روپے ہڑپ کیئے جارہے ہیں مگر ہمارے اُن جو بیمار یا کرونا سے متاثر لوگ جو ہسپتاں میں داخل ہیں میرے خیال میں اُنکے ٹیسٹ بھی صحیح طریقے سے نہیں ہو رہے ہیں۔ تین چار دفعہ تو اُنکے ٹیسٹ ہوتے ہیں پانچویں دفعہ اُنکو یہ مسیح آ جاتا ہے کہ آپ کا ٹیسٹ نہیں ملا۔ پتہ نہیں مریضوں پر کچیں لاکھ روپے فی مریض پر خرچ کا حساب جو سپریم کورٹ میں پیش کیا گیا اور بلوچستان ہائی کورٹ میں بھی ہمارے دوستوں نے جو روپت دی تھی اُسکے مطابق میں بات کر رہا ہوں۔ جناب اسپیکر! زراعت کے حوالے سے ٹیکنیکل میرے خیال میں ہمارے 32 اصلاح میں ہیں اُسکے لئے بھی اگر ہم کہیں آفیسروں سے رابطہ رکھتے ہیں یا بجٹ میں ہم دیکھتے ہیں تو اُنکے لئے اتنے فنڈز رکھے گئے ہیں مگر وہ بھی میرے خیال میں دوائی جس انداز میں بلکہ پرمل رہی ہیں مگر زمیندار کو نہیں مل رہی ہیں بلکہ پر ادویات مارکیٹ میں بک رہی ہیں آفیسروں کے جو، اس بجٹ میں اُسکے لئے بہت سارے پیسے رکھے ہوئے ہیں مگر اللہ کرے کہ وہ اُن زمینداروں کو ملیں یا اُن محکموں پر صحیح انداز میں خرچ ہوں۔ اس کے علاوہ جناب! کوئی میں بالکل بلوچستان میں جتنے بھی صاف پانی کے لئے ہوتے ہیں مگر یہاں جو پیسے پانی کے لئے رکھے جاتے ہیں اُن کو پی ایس ڈی پی میں add نہیں کیا جاتا۔ ہم جتنے بھی اپوزیشن کے دوست ہیں ہم نے بھی اپنی اسکیمات میں اپنی proposals میں جو عوام نے ہمیں دی ہیں وہ ہم نے اپنی اسکیمات میں رکھی تھیں جب پی ایس ڈی پی آئی تو اسکیں ہماری وہ اسکیمات جو پی ایچ ای یا واسا کے لئے ہم نے رکھی تھیں وہ بھی اس میں سے حذف کر دیئے گئے ہیں۔ تو یہ سریاب اور کوئی کے عوام کے لئے، دشت یا مختلف علاقوں میں

جو ٹیوب ویلز لگے ہوئے ہیں اُن کے لئے بھی، پہلی والی پی ایس ڈی پی میں پیسے رکھے گئے۔ سریا ب پیکنچ میں اُنکے لئے پیسے رکھے گئے تھے جتنے بھی ٹیوب ویلز لگے ہوئے ہیں 372۔ پچھلی دفعہ میرے خیال میں جام صاحب نے کہا کہ 172 ٹیوب ویلز ہم بحال کریں گے۔ مگر ہم نے دیکھا کہ اس پی ایس ڈی پی میں بھی اُن کے لئے کچھ نہیں رکھا گیا ہے۔ کوئی اور سریا ب کے عوام پانی جو ناپید ہے تو اُس کے لئے ہمیں ٹینکر مافیا جیسے لوگوں کو بھی منت سماجت کی جاتی ہے کہ وہ غریب عوام کے لئے یا اُس طبقہ کے لئے پانی کا بندوبست کریں۔ تو جن جن علاقوں کے لئے ہم نے proposals دی تھیں اس پی ایس ڈی پی میں انکو add نہیں کیا گیا ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے جناب! کہ اس بجٹ میں جتنی مداخلت ہم لوگوں نے دیکھی جو پچھلی بجٹ میں اس بجٹ میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ غیر منتخب ارکان پتہ نہیں وہ کون ہیں ہم تو نہیں جانتے ہیں اگر وہ کوئی نسلر بھی ہیں یا اُن علاقوں میں اُنکی ایسی سوچی activities بھی ہیں تو پھر بھی ہم مان لیں گے۔ مگر انکو ایسی فنڈنگ کی جارہی ہے یا اُن کی اسکیمات کو ترجیح دی جارہی ہے جو منتخب نمائندے نہیں ہیں۔ ہم منتخب نمائندے ہیں عوام نے ہمیں دوست دیکر کے بیہاں بھیجا ہے ہماری اسکیمات نہیں لی جاتی ہیں یا اُن اسکیمات کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی ہے۔ تو میں اس بجٹ کو عوام دوست بجٹ نہیں کہتا کیونکہ اس میں عوام کے لئے اور جو اپوزیشن کے منتخب لوگ ہیں یا اُنکے جو نمائندے ہیں اُن کی اُن proposals کو اہمیت نہیں دی جاتی ہے۔ ہماری اُس حیثیت کو یا اس اسمبلی تک ہمیں لوگوں نے پہنچایا ہے یا اس اسمبلی میں ہم نے جتنی بھی باتیں کی ہیں یا بیہاں تک عوام کے جو مسائل ہیں ان کو ہم اُجادگر کرتے ہیں یا ایک کان سے سنتے ہیں دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں کیوں؟ ابھی ایکشن کمیشن کے مطابق ہم منتخب نمائندے ہیں ہم ایوان میں جو بھی بات کرتے ہیں تو ہمارے جتنے بھی دوست حضرات ہیں وہ انہیں توجہ نہیں دیتے۔ کل بھی آپ نے دیکھا کہ ہمارے مخصوص نشست کے دوست اور اقلیت کے دوست سب جا کر کے ایوان میں نیچے بیٹھے گئے۔ اور بیہاں سے speeches شروع ہیں۔ پہلے آپ اپنے ان دوستوں کو منا کر ان کی بیٹیوں پر بٹھاتے پھر اپنی speeches شروع کر دیتے۔ یہ روزگاری جناب اپسیکر! صوبہ میں لوگوں کو تسلیاں تو اس بارے میں دی جاتی ہیں مگر جس جس انداز میں پھر روزگار آتے ہیں مختلف مکملوں کے تو اُن کو رات ایسے اخبارات میں چھاپ دیتے جاتے ہیں کہ لوگوں کو پتہ ہی نہیں چلے کہ کس اخبار میں ملازمت کا اشتہار آیا ہے کس اخبار میں اُنکو ہم ڈھونڈیں۔ جب لسٹین آفیرز کلب کے بارہ لگ جاتی ہیں تو ہزاروں کی تعداد میں لوگ جمع ہو جاتے ہیں اور وہ بیچارے ما یوس ہو جاتے ہیں بالخصوص اسٹوڈنٹس پھر مجبوراً کہیں اور چلے جاتے ہیں۔ جناب! کوئی تو تھوڑا highlight کروں کہ کوئی میں جو بلیو اسکیمات ہیں 252 جن کے لئے

آٹھ ارب آٹھ کروڑ روپے رکھے گئے ہیں مگر جو ہمارے اپوزیشن کے پانچ حصے ہیں ان کے علاوہ باقی حلقوں میں میرے خیال میں نوے کروڑ، ایک ایک ارب روپے رکھے گئے ہیں تو ہم اس بجٹ کی نہست بھی کرتے ہیں کہ ہم بھی اسی کوئی سے جیت کر کے آئے ہیں یا بلوچستان سے اپوزیشن کے دوست جہاں جہاں سے بھی جیت کر کے آئے ہیں وہ بھی عوام کے نمائندے ہیں یہاں نمائندگی کر رہے ہیں مگر انکو انکے حلقوں کو بھی نظر انداز کر کے منظورِ نظر لوگوں کو وہاں فنڈنگ زیادہ کی جا رہی ہے پتہ نہیں کیوں۔ تو میں اس بجٹ کی مخالفت کرتا ہوں اپنی جانب سے اپنی پارٹی کی جانب سے کہ یہ عوام دوست بجٹ نہیں ہے۔ شکریہ جناب اپسیکر۔

جناب اپسیکر: جی شکریہ احمد نواز صاحب۔ سردار سرفراز ڈولی صاحب۔ بجٹ پر عام بجٹ۔ آپ کا نام آیا ہے۔ گورنمنٹ والے کہتے ہیں کہ ہمیں دیتے نہیں ہیں۔ نام آپ کا آیا ہے کہ سردار صاحب بات کرنا چاہیں گے بجٹ پر آپ نہیں کریں گے۔ جی نوابزادہ نعمت اللہ زہری صاحب۔ آپ کا بھی نہیں ہے۔ جی ملک نعیم صاحب۔ ملک نعیم خان بازی (مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکما ایکسائز اینڈ ٹریکسیشن)؛ جناب اپسیکر صاحب! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ میں سب سے پہلے جام کمال خان صاحب اور منشی فناں ظہور بلیدی صاحب، سیکرٹری فناں اور ان کی ٹیم میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ کورونا جو پورے پاکستان میں خاص کر بلوچستان کو اپنے لپیٹ میں لیا ہوا تھا، سنسان تھا لیکن دن رات کر کے انہوں نے ایسا خوبصورت عوام دوست بجٹ کیا میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اور خاص کر اپوزیشن کے نمائندوں کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ جناب اپسیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور مل جل کر کے یہ اسمبلی چلانیں گے۔ شکریہ اپسیکر صاحب۔

جناب اپسیکر: شکریہ۔ جی نصر اللہ زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب اپسیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ آپ نے مجھے میزائیہ 21-2020ء پر بولنے کا موقع فراہم کیا۔ جناب اپسیکر! سب سے پہلے میں چونکہ یہ بجٹ اجلاس ہے اور اس بجٹ تقریر میں عموماً بہت سارے مسائل کو ہم یہاں چھیڑتے ہیں۔ سب سے پہلے میں اپنے اُن اکابرین کو جن کی جدوجہد کے نتیجے میں جن کے قید و بند کے نتیجے میں، جن کی قربانیوں کے نتیجے میں اس ایوان کا قیام ممکن ہوا۔ جس میں ہم آج یہاں بیٹھے ہیں اُن شہداء میں سب سے پہلا نام خان شہید عبدالصمد خان اچنڈی کا ہے، جنہوں نے جزل ایوب خان کی پوری آمریت کے دوار کو انہوں نے جیل کے سلاخوں کے پیچھے گزارا۔ اور پھر one man one vote کیلئے اور صوبوں کی دوبارہ بحالی کیلئے ان کی ان قربانیوں کی بدولت اس ملک میں وَن یونٹ کا خاتمہ ہوا۔ اور پھر ان صوبوں کا قیام ممکن ہوا۔ میں ان تمام اکابرین کا چاہے وہ

بلوچ اکابرین ہیں، میر غوث بخش بزنجو، نواب خیر بخش مری، سردار عطاء اللہ مینگل، سائیں جی ایم سید، پنجاب اور خیر پختونخوا کے خان عبدالغفار خان، باچا خان۔ جناب اپسیکر! اُس کے بعد جو حالات ہمارے سامنے رہے ہیں میں ایک چھوٹا سا خاکہ آپ کے سامنے پیش کروں گا کہ کچھ ایسے واقعات ہوئے ہیں گزشتہ دو تین ماہ میں 16 فروری کو یہاں قتلداری بازار، منان چوک پرم دھماکہ ہوا جس میں کچھ لوگ شہید ہوئے۔ تمپ کا واقعہ ہوا پھر آپ نے دیکھا جناب اپسیکر! یہاں برشور کی ہماری ایک خاتون تھی اس کا بھیانہ قتل ہوا، جس کی سو شل میڈیا پر بھی تصاویر آئیں، عارفہ بی بی، مسلم باغ میں بڑا دردناک واقعہ ہوا، بی بی حاجہ کا بھی قتل کا المناک واقعہ ہوا اور جناب اپسیکر! سب سے بڑھ کر 29 مئی کو ہزارہ ٹاؤن میں بڑا دردناک واقعہ ہوا۔ اور وہاں جس طرح بلال نور زئی کو شہید کیا گیا۔ جس وحشت اور بربریت کے طریقے سے اس کی تصاویر آپ کے سامنے تھیں۔ جناب اپسیکر! سو شل میڈیا پر اور اس کے ساتھ دواڑان کے دوست وہ اب بھی ہسپتال میں ہیں۔ جناب! ایک ایسی صورتحال تھی کہ ایک مسلح گینگ ہے جو اس قسم کی حرکتیں کر رہا ہے۔ جناب اپسیکر! اس کے علاوہ 31 مئی کو خیزی چوک سے حاجی عبدالحکیم خروٹی کو اغا کیا گیا جسکی لاش کل برآمد ہوئی ہے۔ اس کا پوسٹ مارٹم کل ہوا۔ پھر اسی طرح 15 جون کو محمد ابراہیم نامی شخص اپنی روڈ پر قتل ہوا، تو یہ ایسی صورتحال ہے۔ اس کے علاوہ چمن کے دو صحافی جن پر تشدد ہوا ان پر MPO-3 قائم کیا گیا صحافیوں نے اس پر بڑا احتجاج کیا اور جناب اپسیکر! اس کے علاوہ چمن میں چار ماہ سے ڈیورڈ لائن جو تجارتی راستہ ہے وہ بند پڑا ہے لوگ احتجاج کر رہے ہیں سیاسی پارٹیاں۔ جناب اپسیکر! ایک بار پھر پورے صوبے میں death-squad کو ایکٹیو کیا گیا ہے اور لوگ مسلح ہو کر آزادانہ گھومتے ہیں absconder ہے اس کو سرکار ہاتھ بھی نہیں لگا سکتی۔ جناب اپسیکر! باقی ہمارے دوست بھیثت ایم پی اے ہمیں سرکار نے چار بندے دیے ہیں ان میں سے ہم ایک سے ڈرائیور کا کام لیتے ہیں ایک چھٹی پر ہوتا ہے ایک یاد بندے ہمارے ساتھ ہوتے ہیں۔ لیکن ہمارے تمام معزز ممبران سے وہ لوگ بالآخر ہیں۔ انہیں نوازا بھی گیا ہے نوازا بھی جا رہا ہے اربوں روپے ان کیلئے بجٹ میں رکھے گئے ہیں ایک ایک بندے کیلئے۔ جناب اپسیکر! آپ خود سوچ لیں کہ اس کا کیا تاثر ہے؟ جو بجٹ ہے میں حقیقتاً کھوں گا جو لفظ استعمال کیا جاتا ہے عموماً بجٹ کے حوالے سے کہ بجٹ یہ الفاظ کا ہیر پھیر ہے۔ اور آج جناب فناں منسٹر صاحب اور فائدیوں نے ثابت کر دیا کہ یہ بجٹ صرف اور صرف الفاظ کا ہیر پھیر ہے، دھوکہ دہی پر منی بجٹ ہے، عوام کی آنکھوں میں دھول جھوٹنے کی کوشش کی گئی ہے۔ الفاظ اس طرح اس بجٹ میں ڈالے گئے ہیں کہ لوگ سمجھیں کہ ہم نے ایکوکیشن کیلئے پچاس ارب روپے رکھے ہیں ہم نے ہیاتھ کیلئے ستر ارب روپے رکھے ہیں۔ لیکن جب

آپ اندر جائیں گے پھر آپ کو پتہ چلے گا کہ نان ڈولپمنٹ کی رقم کوڈولپمنٹ میں show کیا گیا ہے۔ اور یہ دھوکہ دی ہے نہیں کیا ہے جناب اسپیکر۔ بجٹ کا جم ہے 465.525 یعنی مل آمدن آپ کے 377.914 ارب روپے۔ ترقیاتی بجٹ جو آن گونگ اسکیمات ہیں، 934 آن گونگ اسکیمات کیلئے 60 ارب روپے رکھے گئے ہیں جبکہ نئی اسکیمات کیلئے جو غالباً 1634 ہیں ان کے لئے 57 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ غیر ترقیاتی بجٹ آپ کا کل 309 ارب روپے ہیں۔ جناب اسپیکر خسارہ کتنا ہے اس بجٹ کا اور بجٹ مینوں کے مطابق یہ حکومت یہ بجٹ پیش ہی نہیں کر سکتی ہے یہ بجٹ صریحاً قانون اور آئین کے خلاف بنتا ہے۔ اور اس کے خلاف اگر کوئی معزز عدالت جائے تو یہ بجٹ اُسی دن stay ہو جائیگا۔ جناب اسپیکر! خسارہ کتنا ہے؟ یہ 87 ارب روپے ہے۔ ابھی آپ دیکھیں جناب اسپیکر! پچھلے سال آپ کے بجٹ کا خسارہ 47 ارب روپے تھا تو پچھلے سال کی بجائے ہمارا خسارہ اس سے ڈگنا ہو گیا ہے۔ جناب اسپیکر! عموماً بجٹ مینوں کے مطابق آپ کا بارہ فیصد سے زیادہ آپ کا خسارہ نہیں ہونا چاہیے فنڈر فانس صاحب بارہ فیصد سے آپ کا خسارہ اوپر نہیں جانا چاہیے لیکن ابھی آپ دیکھ رہے ہیں کہ حکومت کے بجٹ کا خسارہ بیس فیصد سے زیادہ ہو گیا ہے جو خلاف قانون ہے۔ بجٹ کے مینوں کے خلاف ہے جناب اسپیکر! ابھی حکومت کا دعویٰ ہے، لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھوٹکنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ ہم نے بجٹ میں تعلیم کیلئے 70 ارب روپے رکھے ہیں۔ کہاں ہیں یہ ستر ارب روپے؟ یہ ستر ارب روپے نان ڈولپمنٹ کا آپ ڈولپمنٹ میں show ہی نہیں کر سکتے۔ اور اسی طرح کہاں گیا ہے کہ 50 ارب روپے ہم نے ہیلائڈیپارٹمنٹ میں رکھے ہیں لیکن ہیلائڈیپارٹمنٹ کا یہ بجٹ جناب اسپیکر صاحب! یہ بجٹ جو ہے ننان ڈولپمنٹ کا بجٹ ہے جناب اسپیکر! اگر یہ دونوں ستر ارب روپے اور پچاس ارب روپے ملائے جائیں ان کے بقول یہ 120 ارب روپے ڈولپمنٹ کے ہو گئے۔ حالانکہ ان کا خود بیان ہے کہ ہمارا 118 ارب روپے کا بجٹ ہے۔ تو کہاں گئے یہ 118 ارب روپے؟ اور وہاں 120 ارب روپے کتنا تضاد ہے۔ اور اس کا مطلب ہے کہ آپ کے پاس اس سال اگر 120 ارب روپے آپ کی ڈولپمنٹ کا بجٹ ہے تو آپ کے پاس ہے کتنا؟ آپ کے پاس تو آپ کے بجٹ کے مطابق صرف 19 ارب روپے اس میں فیڈرل کے جو پرا جنکش ہیں جن کے بارہ ارب روپے ہیں وہ شامل کر کے 19 ارب روپے بنتے ہیں۔ تو آپ کے پاس تو اس سال بجٹ کیلئے کوئی نہیں ہے۔ یہ صرف عوام کی آنکھوں میں دھول جھوٹکنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جناب اسپیکر! ابھی آپ دیکھ لیں جن ڈیپارٹمنٹس کی وجہ سے ہمارے صوبے کو کچھ ملنا تھا اگر ہم اس کی ڈولپمنٹ کیلئے کچھ کرتے جیسا کہ ایگر یکچھ لا نیواشاک، جنگلات اور فشریز ڈیپارٹمنٹ، یہ چار پانچ ایسے ڈیپارٹمنٹس ہیں

اگر ان کو حکومت توجہ دی تو شاید ہمارا صوبے خود پاؤں پر کھڑا ہوتا ہماری معيشت صحیح ہوتی۔ ابھی آپ دیکھ لیں جناب اسپیکر! یہ پانچ ڈیپارٹمنٹس ان کا کل بجٹ چھ فیصد سے زیادہ نہیں ہے۔ آپ دیکھیں جناب اسپیکر! لا یوسٹاک کیلئے منسٹر صاحب جو لا یوسٹاک کا منسٹر صاحب ہیں وہ بڑے خوش ہیں، ان کو کچھ پیسہ ملا ہے روڈسیکٹر میں لیکن ان کا ڈیپارٹمنٹ کا بجٹ کتنا ہے؟ لا یوسٹاک بجٹ جناب اسپیکر! 80.80 کو پتہ ہے۔ جناب اسپیکر! آپ کو پتہ ہے ہمارے صوبے کے بعض ایسے علاقے ہیں جہاں مال و مویشی کثرت سے پائی جاتی ہے۔ شیرانی، موئی خیل، بارکھان کوہلو، قلات ان علاقوں میں آپ کر سکتے تھے کہ یہاں اس قسم کی فارمگ کرتے لا یوسٹاک کا کہ وہاں ہم لا یوسٹاک کی ترقی کیلئے کچھ کرتے۔ وفاقی حکومت نے کہا تھا اسکی feasibility report کیلئے انہوں نے پیسے بھی رکھنے تھے، موئی خیل میں لا یوسٹاک یونیورسٹی کیلئے وفاقی بجٹ میں کچھ نہیں رکھا گیا ہے۔ بڑے ہمارے دوست خوش ہیں کہ ہم نے پتہ نہیں کیا کیا ہے۔ آپ کیا لائے ہیں؟ خاک لائے ہیں۔ آپ نے وفاقی حکومت سے اپنے تیس ارب روپے آپ گنو بیٹھے ہیں اس کیلئے آپ کو کورٹ میں جانا چاہیے تھا لیکن آپ نہیں گئے آپ خاموش ہو گئے۔ یہ مجرمانہ خاموشی ہے جناب اسپیکر! یہ ہمارے پورے صوبے کے 1 کروڑ 23 لاکھ عوام کے مستقبل کا مسئلہ ہے۔ جناب اسپیکر! ابھی آپ دیکھ لیں جو فارمگ ہے اس کے لئے انہوں نے 0.70 بجٹ رکھا ہے۔ جہاں غبن زیادہ ہوتا ہے جہاں پیسوں کی کمائی ہوتی ہے جہاں کرپشن ہوتی ہے۔ جہاں ایک صاحب نے دس کروڑ روپے ٹھیک پر ایک کروڑ ساٹھ لاکھ روپے کیمیشن لیا تھا ان ڈیپارٹمنٹ کیلئے جناب اسپیکر! کتنا بجٹ رکھا ہے 23.39 رکھا ہے۔ کتنا ظلم ہے جناب اسپیکر! اور جو سو شل سیکٹر ہے تعلیم کا، تعلیم کا بجٹ جناب اسپیکر! انہوں نے رکھا ہے 7.70 اور ہمیات کا بجٹ انہوں نے رکھا ہے کہ ہم یونیورسٹی اختیارات لے کر جائیں گے اس کا بجٹ رکھا ہے 3.54 اور ارب بن ڈولپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کا بجٹ کتنا رکھا ہے جہاں ہمارے دیکھی علاقوں میں کام ہونا تھا وہاں 1.21 بجٹ رکھا ہے۔ جناب اسپیکر! یہ ہے اس حکومت کا بجٹ تین چار اضلاع تک محدود ہے بجٹ پر اتنی بڑی پی ایس ڈی پی بک چھاپنے کی بجائے جناب اسپیکر! سیدھی سی بات تھی ایک قائد ایوان کی تصویر ہوتی اس پر ایک منسٹرننس صاحب کا چہرہ مبارک ہوتا اور دو تین اور مبارک چہرے ہوتے تو زیادہ بہتر ہوتا بجائے اسکے کہ ہم عوام کو دیدیں یہ انصاف کا تقاضہ ہے ہمارے حکومتی رکن ہیں ڈپٹی اسپیکر صاحب ہمارے ایوان کے، انکے ڈسٹرکٹ کو محض چودہ کروڑ روپے کی اسکیمات دی گئی ہیں۔ ایک جانب ایک ڈسٹرکٹ کو چھارب دیئے گئے ہیں ایک جانب محض چودہ کروڑ دیئے گئے ہیں وہ بھی بڑے خوش

ہیں پشتو میں کہتے ہیں: ”چی یو پہ حساب نہ پوہیدئے او بل ڈخائے نہ وریدئے“ ایک بیچارہ حساب و کتاب نہیں جانتا تھا اور ظہور بلیدی جیسے لوگ وہ خدا نے نہیں ڈرتے تھے۔ تو جناب اپسیکر! یہاں بہت ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں مولانا صاحب ہیں، باقی لوگ ہیں ان کو خود حکومتی ارکان جو کچھ لوگ بے دست و پا ہیں، جن کی زبانیں نہیں چلتی ہیں ان بیچاروں کو پچھے دھکلیں دیا گیا ہے۔ جو چرب زبان ہیں جو وہاں کام کرنے والے لوگ ہیں انہوں نے اپنے حلقوں کے لئے روڑ، اکثر روڑ کے سیکھ میں پیسے لے گئے۔ اور پھر جا کے وہ آپ کو پتہ ہے باقی کہ کیا کریں گے جناب اپسیکر! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ، جی۔۔۔ (ماغلٹ)

جناب اپسیکر: دیسے بیٹھ کر باتیں نہیں کریں فاور پر آکے باتیں کریں تاکہ ریکارڈ میں آجائیں۔ جی۔

جناب نصراللہ خان زیرے: ابھی امن و امان سے متعلق جیسے کہ میں نے پہلے ذکر کیا، امن و امان آخر اتنی ہمارے یہاں فورسز پولیس ہے ہمارے پاس لیویز ہے ہم نے ریکوزیٹ کیا ہے ایف سی کو ہم نے ریکوزیٹ کیا ہے۔ اور پچاس ارب روپے خلیر قم، پچاس ارب روپے سے پتہ نہیں کیا کیا ہونا تھا۔ لیکن جناب اپسیکر! اُس کی کارکردگی کیا ہے۔ ہم سب self اپنے دفاع پر منحصر ہیں۔ سرکار کی جانب سے کوئی اقدامات نہیں ہیں۔ بندہ جو چاہے وہ کرسکتا ہے۔ کوئی، چمن روڈ فری زون ہے جو بندہ چاہے وہ کرسکتا ہے۔ کوئی، خضدار روڈ فری زون ہے جو بندہ چاہے وہ کرسکتا ہے کسی کو اٹھا لے کسی کی بے عزتی کرے۔ ابھی تربت میں جو ہوا کیا ایک ایسے معاشرے میں یہ ممکن ہے؟ تو جناب اپسیکر! اتنی بڑی خلیر قم اس ڈیپارٹمنٹ کے لئے کیوں رکھی گئی ہے۔ حالانکہ لیویز کے لئے اتنی رقم نہیں ہے اور سارا پیسہ ہم ایف سی کو دیتے ہیں۔ اور اس کے بد لے جناب اپسیکر! آپ دیکھ لیں، آپ جائیں ایک دن اپنی پرائیوریٹ گاڑی میں کچلاک تک جائیں، واپس آپ آجائیں آپ کو دو گھنٹے بلیں پر ٹھہرنا ہوگا۔ یہ ہمارے دوست آتے رہتے ہیں۔ وہاں عوام کی کتنی تذمیل ہوتی ہے۔ جناب اپسیکر! پھر یہ کیسا ہوگا کہ آپ نے اتنی خلیر قم کس لیے رکھی ہے؟ اور جناب اپسیکر! ابھی ہمارے پاس جو ہمارا ایریگیشن سسٹم ہے، ایک ڈیم انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے صرف ایک ڈیم کے لئے رقم رکھی ہے۔ وفاق نے بھی ہمیں ignore کیا ہے پشتوں علاقے میں وفاق نے ایک ڈیم بھی نہیں رکھا ہے۔ ہمارے دوست بڑے خوش ہیں آپ پڑھیں یہاں صوبائی پی ایس ڈی پی میں بھی ایک ڈیم نہیں رکھا گیا ہے۔ صرف کہا گیا ہے کہ بولاں ڈیم اور گوادر ڈیم، گوادر میں ایک ڈیم پر کام ہو رہا ہے۔ جناب اپسیکر! ہمیں ضرورت ہے کیونکہ ہمارا پانی روز بروز نیچے جا رہا ہے، مانگی ڈیم ہمارے دور میں شروع ہوا۔ ہم نے کہا ہم اسکے لئے پسیے رکھیں آج دوسال ہوئے ہیں وہ ڈیم بھی سرد خانے میں چلا گیا۔ حالانکہ کوئی میں پانی نہیں ہے۔ بارہ سوفٹ نیچے سے ہم پانی نکال رہے ہیں۔

جناب اسپیکر! ہمیں ضرورت ہے کہ اس قسم کے ڈیم جو اس وقت approve ہوئے تھے ان کا کام ہوا تھا ان پر ہم لوگ کام شروع کر سکیں۔ جناب اسپیکر! اسی طرح آئندہ انجینئرنگ کا، اس میں جناب اسپیکر! آج کوئٹہ شہر میں جتنے بھی آپ کے ٹیوب و لیز ہیں، انکے اکثریت کے بجلی کے بجلی کے لئے disconnect ہیں۔ پانی نہیں ہے۔ کوئٹہ شہر ٹینکر زما فیا کے رحم و کرم پر ہے جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: زیرے صاحب! اور انحضر کر دیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! لوگ ایک ہزار روپے فی ٹینکر خریدتے ہیں، ایسا وقت بھی آیا ہے کہ دو ہزار پچیس سوروپے میں ایک ٹینکر پانی ملتا تھا۔ جناب اسپیکر! آپ کوئٹہ کو دیکھیں، ہم نے بارہا منسٹر صاحب سے کہا ہے کوئٹہ کے 172 ٹیوب و لیز ہیں۔ واسانے وہ سب کچھ کیا ہے اب وہ ان کو own نہیں کر رہی ہے۔ فائل گزشتہ ایک سال سے چیف منسٹر کی ٹیبل پر پڑی ہوئی ہے، ایک فائل ایک سال میں نہیں نکل رہی ہے تو یہ ٹیوب و لیز کیسے چلیں گے جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی آپ وائد آپ کر لیں باقی بہت سارے دوستوں نے بات ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! ابھی تک تو بہت سارا کچھ باقی ہے۔

جناب اسپیکر: نواب صاحب! آپ کے باقی ممبر بھی بات کرنا چاہیں گے۔ آج آخری speech اور آخری day بھی ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! ابھی آپ ایجوکیشن کا دیکھ لیں۔ ایجوکیشن میں کیا ہوا منسٹر صاحب تو آتے نہیں ہیں۔ جناب اسپیکر! جو بجٹ رکھا ہے، میں نے پہلے بتایا ایجوکیشن سٹی کا کتنا ظلم ہے جناب اسپیکر! ہم مخالف نہیں ہیں۔ اچھی بات ہے کہ کسی جگہ دس ایجوکیشن سٹی بنیں۔ آپ نے دیکھا صرف وزیر اعلیٰ صاحب کے حلقہ سیلہ میں چار ایجوکیشن سٹی بن رہی ہیں۔

جناب اسپیکر: شاہ صاحب! یہ قائد ایوان کی سیٹ ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: اور جناب اسپیکر ایک ضلع ہے وہاں ایک بھی نہیں رکھا گیا ہے جناب اسپیکر! ابھی آپ دیکھیں ستائیں ایجوکیشن سٹی کے، جب آپ نے اس کے سیکرٹری صاحب کو بلا یا انہوں نے انکار کیا۔ اس پر آپ کے You are the Custodian of this House. پر good office کے اسپیکر! کے کہنے پر بھی انہوں نے تکلیف نہیں کی کہ آپ کے دفتر آتے اور آپ نے دیکھا جناب اسپیکر! کہ ستائیں ایجوکیشن سٹی میں سے آپ نے کہاں کہاں رکھے گئے ہیں؟ کن کن اضلاع کو ignore کیا ہے۔

جناب اپیکر! پبلک سروس کمیشن کے پاس آپ کی ہزاروں پوٹیں ہیں، وہاں صرف تین بندے کام کر رہے ہیں، آپ تین بندے کتنے لوگوں کے انٹرو یوز لیں گے؟ اور اسٹوڈنٹس بیچارے ایک سال سے اپنے انٹرو یوز کا انتظار کر رہے ہیں۔ جناب اپیکر! اسی طرح CTSP کا لڑکوں نے امتحان دیا ان کا رزلٹ آیا سب کچھ ہوا لیکن ابھی ان کی اپاٹنمنٹس نہیں ہو رہی ہیں گزشتہ ایک سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔ جناب اپیکر! اسی طرح زراعت کی طرف میں آؤں گا زراعت کے بارے میں پہلے میں نے کہا کہ یہ ایک ایسا ڈیپارٹمنٹ ہے اگر اس کو ترقی دی جائے تو خود ہمارا صوبہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گا۔ لیکن جناب اپیکر! نومبر میں ٹڈی دل کا حملہ ہوا۔ یہ ایوان گواہ ہے، ہم نے ٹڈی دل کے خلاف یہاں اٹھے تھے۔ ہم نے کہا کہ اس کے خلاف آپ فوراً ان کو تلف کرنے کے لئے کارروائی کریں۔ لیکن ڈیپارٹمنٹ نے حکومت نے ٹڈی دل ملنگے کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔ انہوں نے اٹھے ڈالے ان کی پروش ہوئی۔ ابھی آپ نے دیکھا کہ اپریل، مئی، جون کے پہلے ہفتے میں ہمارا پورا علاقہ تباہ و بر باد ہوا۔ ہمارے فرودگہ کے باغات کو پچاس، ساٹھ فیصد نقصان پہنچایا۔ اب حکومت جو اقدامات کر رہی ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے وہ ابھی جا کر کے وہاں اسپرے کرتے ہیں جب ٹائم تھا اس وقت انہوں نے کچھ نہیں کیا اُس وقت وہ آرام سے بیٹھے رہے ڈیپارٹمنٹ اُس وقت انہیں کرنا چاہیے تھا تاکہ ان کی پروش اور افزائش نہ ہو۔ جناب اپیکر! اب جو کرونا کی وبا آئی ہے اور ہمارے حکمران دنیا کے واحد حکمران ہیں جنہوں نے کرونا کو خوش آمدید کیا۔ اہلاوسہلآپ آپ آئیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ آئیں دل چشم براہ، دل شاد یہ پہلا ملک ہے کہ اس کے وزیر اعظم نے کہا کہ کرونا، آپ آئیں ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ یہ دنیا کا پہلا وزیر اعلیٰ ہے جس نے اپنے بارڈر پر دس ہزار لوگوں کا مجمع اکھٹا کر کے وہاں بھیڑ بکریوں کی طرح لوگوں کو رکھا گیا اور پھر ان کی کوتاہی کی وجہ سے پورے ملک میں کرونا کی وبا پھیل گئی۔ جناب اپیکر! آپ کو پتہ ہے کہ اس ملک میں لاکھوں لوگ اس وائرس سے متاثر ہیں۔ خود ابھی ان کی حکومت کے ایک صاحب ہیں جو ہر روز پر لیں کافی نفرس کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ دس دن میں پانچ سو لوگ انتقال کر گئے ہیں۔ ہمارے صوبے میں اُنکے اعداد و شمار کے مطابق دس ہزار افراد سے زیادہ متاثر ہیں۔ انہوں نے کیا کیا ہے تباہیں مجھے؟ جس طرح انہوں نے کوئی پروجیکٹ نہیں دیا اس صوبے کے عوام کے لئے اس حکومت نے۔ مجھے بتاہیں کیا کوئی نہیں بڑا پروجیکٹ آپ نے دیا ہے؟ کوئی بڑا پروجیکٹ آپ نے نہیں دیا ہے۔ اور جناب اپیکر! اس کرونا کی وبا سے نمٹنے کے لیے کیا ہوا؟ اس وبا سے نمٹنے کے لیے پہلے روز سے آپ جب اس اسمبلی کے فلور پر اگر آپ کو یاد ہو جناب اپیکر! ہم نے 21 فروری کو یہاں تحریکِ الٹا جمع کرائی۔ جب 17 فروری کو ایران میں پہلا کیس

رپورٹ ہوا لاس وقت 21 فروری کو پاکستان میں ایک کیس بھی نہیں ہوا تھا۔ 26 فروری کو پاکستان میں پہلا کیس رپورٹ ہوا۔ ہم نے یہاں 24 فروری کو بحث کی لیکن ہمارے صاحبان اقتدار بی میلے میں مصروف تھے اور پھر وہ جیپ اور کار ریلی میں مصروف ہو گئے۔ اور اس طرح وہ ریلیہ تفتان سے اندر آیا اور اب جناب اپیکر! اس کورونا کے نام پر کروڑوں اربوں روپے غبن کیے جا چکے ہیں۔ ہمیں جو یہاں بجٹ میں بتایا گیا کہ ہم نے کورینٹ ان سینیٹر بنایا کورونا سینیٹر تو آپ کا تفتان میں تھا آپ کا چمن میں تھا۔ اس گرمی میں کوئی وہاں رہ سکتا ہے؟ آپ نے اس کے نام پر کروڑوں اربوں روپے کھالیے اور اس میں ایک دن ابھی چمن سے کتنے لوگ وہاں سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ اور آپ کہہ رہے ہیں جناب اپیکر! NDMA کے چیر مین صاحب نے سپریم کورٹ میں کہا کہ ہم کورونا کے ایک مریض پر 25 لاکھ روپے خرچ کرتے ہیں۔ کہاں خرچ کرتے ہیں مجھے بتایا جائے؟ جناب اپیکر! کہاں خرچ کرتے ہیں؟۔ مجھے کورونا ہوا۔

جناب اپیکر: زیرے صاحب! اس کو up wind کرتے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: میری نیمی کے 11 ممبرز کو کورونا ہوا۔ یونس عزیز زہری صاحب کو کورونا ہوا۔ ہمارے زاد صاحب کو ہوا۔ عبدالخالق ہزارہ صاحب کو ہوا۔ مجھے پتہ ہے ہمیں تو ایک پیناؤں کی گولی بھی سرکار کی جانب سے نہیں ملی ہے۔ بالکل ہر چیز پر بحث کی جاتی ہے۔ نہیں جناب اپیکر! کورونا کا آپ نے بجٹ میں ذکر کیا۔

جناب اپیکر: زیرے صاحب! آپ 40 منٹ سے بول رہے ہیں آپ up wind please کر دیں

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اپیکر! ابھی آپ مجھے بتائیں لاکھ روپے کو رونا کے ایک مریض پر کس طرح خرچ ہو گئے۔

جناب اپیکر: اس کو آپ up wind kindly کر لیں آپ کی بات ریکارڈ پر آگئی۔

جناب نصراللہ خان زیرے: میں تو کہتا ہوں کہ ہمیں تو ایک پیناؤں کی گولی بھی نہیں ملی۔ اگر عبدالخالق ہزارہ صاحب کو 25 لاکھ روپے ملے ہیں تو وہ پھر بتائیں۔ ہمیں تو نہیں ملی ہے really۔

جناب اپیکر: جی شکریہ زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اپیکر۔

جناب اپیکر: آپ اسکو up wind کر لیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اپیکر! آپ کے ڈاکٹروں کا کیا ہوا۔

جناب اپسیکر: زیرے صاحب! آپ wind up کر لیں آپ 40 منٹ سے بات کر رہے ہیں۔
جناب نصراللہ خان زیرے: ڈاکٹر کواس چورا ہے پر مارا اور پیٹا گیا ان کی بے عزتی کی گئی اور جناب اپسیکر! یہ طرح ہو گا کہ آپ نے کورونا سے منٹنے کے لیے کوئی قدم بھی نہیں کیا ہے۔
جناب اپسیکر: اذان ہو رہی ہے۔ زیرے ایسی اپسیڈ میں جا رہے ہیں کہ ان کو اذان بھی نہیں روک رہی ہے۔
(خاموشی۔ اذان)

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اپسیکر! کورونا کی وبا نے پورے ملک اور تمام صوبوں کو اپنی لپیٹ میں لیا ہے۔

جناب اپسیکر: لیکن آپ نے ایک ریکوویشن اجلاس کیا۔
جناب نصراللہ خان زیرے: لیکن حکومت نے اس حوالے سے عوام کے لیے کچھ نہیں کیا ہے۔ جناب اپسیکر! ابھی آپ دیکھ لیں کہ جو ظلم ہمارے ساتھ اس حکومت نے کیا ہے ان اپوزیشن ممبران کے 23 حصے ہیں کوئی 70 لاکھ کے قریب لوگوں کے نمائندے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ان کے حقوقوں کی کیا پوزیشن ہے اور ایک ایک حکومتی حصے کی کیا پوزیشن ہے؟ عجیب سی صورت حال ہے کیا وہاں عوام رہتے ہیں یہاں عوام نہیں رہتے ہیں؟ میں تو آج کے آپ کے توسط سے تمام اپوزیشن کے حصے کے عوام کو اور اپنے حصے کے PB31 کے عوام کو میں کہنا چاہوں کہ آپ کی ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ موجودہ حکومت ہے اس کا وزیر اعلیٰ ہے اس کا وزیر خزانہ ہے۔ اس کے وزراء ہیں۔

جناب اپسیکر: جی شکر یہ۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جو آپ کے حصے میں کوئی نہیں دے رہا ہے اور اپنے حقوقوں میں اربوں اربوں لے کر جا رہا ہے اور ان اپوزیشن کے حقوقوں میں کچھ نہیں دیا جا رہا ہے۔

جناب اپسیکر: جی شکر یہ ضمایع صاحب ابھی نماز کا وقفہ کرتے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اپسیکر! just two minutes! جس طرح انہوں نے ہمارے لوگوں کو ignore کیا وفاقی حکومت نے کیا کیا یہاں کے ---

جناب اپسیکر: زیرے صاحب! ابہت ہو گیا۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اپسیکر! only two minutes! وفاقی حکومت نے اپنے بجٹ میں۔

جناب اپسیکر: دو منٹ کے بعد زیرے صاحب کا مائیک بند کر دیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: اب بجٹ میں کوئی چیز نہیں دی ہے نہ ڈیم دیا ہے۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ زیارت میں فارن یونیورسٹی بنائیں گے۔ انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ موئی خیل میں لائیواشناک بنائیں گے۔ انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ چمن میں یونیورسٹی بنادیں گے۔ ان کو انہوں نے نکال دیا۔ کوئی، کراچی، خضدار، قلات، کوئی، چمن روڈ کو انہوں نے پی ایس ڈی پی سے نکال دیا۔ جناب اسپیکر! یہ اور اس کے علاوہ جناب اسپیکر! میں نے پہلے بتایا کہ چمن میں کیا صورتحال ہے، ڈیورڈ لائنس پر تجارتی راستے پر اور تفتان بارڈر پر کیا صورتحال ہے یہ بھی وفاق حکومت کی وجہ سے ہے۔ اور جناب اسپیکر! ٹوب، ڈیرہ اسماعیل خان روڈ 183 ارب روپے کی تھی اس کے لیے پچھلے سال بھی ایک ارب روپے رکھا گیا تھا، وہ بھی خرچ نہیں ہوا۔ اس سال کے بجٹ میں وفاقی بجٹ میں بھی ایک ارب روپے رکھا گیا وہ خرچ نہیں ہوگا۔ یہ کیا صورتحال ہے جناب اسپیکر! زیارت ٹو کچھ موڑ، ہر نائی ٹوسجاوی روڈ کے لیے وفاقی حکومت نے صرف 10 کروڑ روپے رکھے ہیں۔ اور پانی سیکٹر میں انہوں نے پورے پشتون علاقوں کو نظر انداز کیا ہے۔ گرڈ اسٹیشن میں بھی، انہوں نے ایک گرڈ اسٹیشن بھی ہمیں نہیں دیا ہے۔ جناب اسپیکر! میں کہوں گا کہ جناب اسپیکر ایک کچھ روڈ اور سابقہ ایسپریہ راغدر روڈ ہے۔

جناب اسپیکر: دو منٹ ہو گئے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جی جناب اسپیکر! اسپریہ راغدر روڈ، روڈ ملازی روڈ یہ بڑی اہم روڈ ہے۔ یہ بہت آسان راستہ ہے ٹریک دوسرے راستے پر کم ہو جائے گی لوارائی کے لیے، موئی خیل کے لیے، بارکھان کے لیے، پنجاب کے لیے، اس روڈ کو انہوں نے غائب کر دیا اور اسی طرح۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: ابھی نماز کا وقفہ ہے اس کے بعد۔

جناب نصراللہ خان زیرے: آپ تقریر کو برداشت کریں۔

جناب اسپیکر: جی زیرے صاحب! آپ کے دو منٹ بھی پورے ہو گئے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! الائٹیکی میں لیویز اہلکاروں پر حملہ ہوا ہمارے چھ لیویز اہلکار وہاں شہید ہوئے۔ ابھی تک ان شہداء کے لواحقین کو کچھ نہیں ملا ہے۔

جناب اسپیکر: اب نماز کے لیے 15 منٹ کا وقفہ ہوگا۔ نماز کا وقفہ ہے پھر زمرک خان کی باری ہے۔

(وقفہ نماز کے بعد اجلاس کی کارروائی دوبارہ 6 بجکر 45 منٹ پر شروع ہوئی)

انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر محمد زراعت و کوآپریٹوں): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکریہ جناب اسپیکر! لیکن بالکل ہال خالی لگ رہا ہے یہ جو میں بات کروں گا اس پر میراثاً نوٹ کریں۔

جناب اسپیکر: یہ پانی کا بول نیچر کھلیں۔

وزیر حکمہ زراعت و کاؤپریوٹز: جی سر۔ میں نے کہا ممبر تو ہیں ہی نہیں۔

جناب اسپیکر: آپ کورم کی نشاندہی کریں۔

وزیر حکمہ زراعت و کاؤپریوٹز: نواب صاحب بیٹھے ہوئے ہیں بس ہمارے لیے کافی ہیں انکی اپنی پرانی جوان کی گورنمنٹ تھی اس کا تھوڑا سا ذکر بھی کریں گے۔

جناب اسپیکر: نواب صاحب کہتے ہیں زمرک خان وہ پرانا نہیں رہا۔ نواب صاحب تو وہی پرانے ہیں لیکن زمرک خان نئے ہو گئے ہیں۔ نواب صاحب اس طرح ہے؟

نواب محمد اسلام خان رئیسانی: اللہ پرده کرے۔

وزیر حکمہ زراعت و کاؤپریوٹز: جناب اسپیکر صاحب! بجٹ پر بحث مجھے کرنے کے لیے آپ سے تھوڑا سا پھر وقت چاہیے۔ کیونکہ یہاں میں آپ کو بتا دوں جب بجٹ پیش ہوتا ہے وفاقی بجٹ ہوتا ہے پھر پنجاب کا ہوتا ہے، سندھ اور پختونخواہ کا اور یہاں پختونخواہ اور بلوچستان بھی ایک ہی دن بجٹ پیش کرتے ہیں۔ ہم اندازے بھی لگاتے ہیں کہ وفاق نے ہمیں کیا دیا جس طرح آج کل بتیں ہو، ہیں پھر ہمارے دوستوں نے بتیں کیس اس پر بھی میں بات کروں گا اور تھوڑا سا سر! میں بات کہنا چاہتا ہوں کبھی کبھی لوگ کہتے ہیں کہ جی آپ بجٹ سے ہٹ کر بات کرتے ہیں یہ بجٹ سے ہٹ کر ہم بات اس لیے کرتے ہیں کہ آپ کو یہ اندازہ ہونا چاہیے کہ جب ہم اسمبلی میں ایکشن کرتے ہیں آتے ہیں تو ہم پرانی کارکردگی کو بھی دیکھتے ہیں کہ جی پرانی گورنمنٹ نے کیا کیا اس سے پہلی والی گورنمنٹ نے کیا کیا پھر ہماری کیا کارکردگی تھی۔ اور اس بنیاد پر بھی یہ جو لوگ ووٹ دیتے ہیں۔

تو پھر وہ ان پارٹیوں کو اور ان ممبروں کو منتخب کرتا ہے جو ان کی حق کی بات کر سکیں۔ اور ان کی آواز کو آگے ایوانوں تک پہنچا سکیں۔ اور ایک بہترین طریقے سے وہ ان کی نمائندگی کر سکیں اس میں میں اس لیے آتا ہوں کہ جب نواب صاحب کی گورنمنٹ تھی میں as ریونیون میٹھا حقیقت میں ہم نے اسیں بہت سی کامیابیاں حاصل کیں۔ اس گورنمنٹ میں جو پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ تھی عوامی نیشنل پارٹی یہاں ایک اتحادی کی صورت میں اس کا ایک حصہ تھا، ہم نے این ایف سی ایوارڈ لایا، ہم نے اٹھا رہوں ترجمیں میں کامیابی حاصل کی آج جو ہمیں کچھ مل رہا ہے یہ اس گورنمنٹ کا حصہ ہے جو آج ہمیں مل رہا ہے اور اس میں این ایف سی کا جو 52-56 فیصد حصہ جو ہمیں دیا گیا تھا یہ اس وقت کی کوششوں سے ہوا۔ ورنہ ایک ٹائم تھا 2008ء میں جب ہم اسلام آباد جاتے تھے نواب صاحب آگے ہوتے تھے ہم لوگ ظہور صاحب بھی اس گورنمنٹ کا حصہ تھے۔ سلیم صاحب بیٹھے ہوئے

ہیں وہ بھی تھے ہم تنخوا ہوں کے لیے اسلام آباد کا چکر لگاتے تھے ہمیں تنخوا ہیں نہیں ملتی تھیں اتنی بڑی حالت میں تھی یہ گورنمنٹ اس وقت کے بجٹ تیار کرنے میں۔ لیکن 10-2009ء میں جب یا این ایف سی ایوارڈ آیا دسوال این ایف سی ایوارڈ جو بہت کوششوں کے بعد آیا اور اس میں یہ جو آج کل اربوں روپے مل رہے ہیں جو کچھ مل رہا ہے ناکافی ہے، ہم اب بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ یہنا کافی بجٹ ہے یہ پیسے ناکافی ہیں جustrح ظہور صاحب نے کہا کہ 108 ارب روپے سے ہم کیا کر سکتے ہیں، ہم کہاں تک پہنچ سکتے ہیں بلوچستان کا میں آپ کو ایک قصہ سناتا ہوں تھوڑا سا پیسی ایس میں جاؤں گا میں شیخ خلیفہ کے ساتھ کام کر رہا تھا شیخ زاہد جو واشک ماٹکیل اور خاران میں شکار کرتا ہے شناہ صاحب کو پہنچتا ہے جب وہ کبھی کبھی سروے کرتے تھے شکار سے پہلے وہ سروے کے لیے ان کی ٹیم آتی تھی شیخ خلیفہ کی۔ تو میں ان کی ساتھ کام کرتا تھا مجھے وہ شیخ کہتے تھے کہ آپ بھی آ جائیں ہمارے ساتھ اس سروے کے لیے چکر لگائیں۔ ایک دفعہ میں انکے ساتھ سروے پر گیا یہاں جو ششی ان کا ائیر پورٹ ہے وہاں سے آگے ان کی کمپ لگی ہوئی تھی کہتا ہے کہ اس دفعہ ماٹکیل میں اور ماٹکیل میں آس پاس شیخ خلیفہ کے لیے شکار گاہ بنانی ہے وہاں ان کے لیے شکار کروائیں گے کل صحیح سوریے نکلتے ہیں سروے کے لیے۔ آپ حقیقت مانیں خلیفہ کہتا ہے میرے 25 سال سے 30 سال ہو گئے ہیں اس desert میں شکار کرتے شیخ زید اس کے بعد شیخ خلیفہ ایک جگہ پر ہم پہنچے۔ اس نے مجھ سے کہا میں 25 سال میں یہ جگہ آج پہلی دفعہ دیکھ رہا ہوں اتنا بڑا desert ہے اتنا بڑا ایریا ہے جب 25 سال میں ایک شیخ اپنی شکار گاہ کو پورا نہیں دیکھ سکتا ہے تو کیا بلوچستان کے عوام یا بلوچستان کے لوگ اس desert کو اس صحرائ کیوں پہنچا میں گے کیسے وہاں بھلی کیسے پہنچے گی وہاں پر روڑ کیسے پہنچے گی وہاں Hospital کیسے پہنچ گا وہاں صاف پانی اور امن و امان یہ گڑ بڑ کہاں سے ہے؟ اس پر بھی میں آؤں گا ایک بات اپنے دوستوں سے کہوں گا۔ جو میرے خلاف ایک وید یوچلانی کہتا ہے کہ آپ نے پچھلی دفعہ کہا ہے کہ بارڈر کو سیل کیا جائے۔ میں آج بھی کہتا ہوں کہ اُن لوگوں کے لیے بارڈر سیل ہونا چاہیے جو یہاں سے جا کر افغانستان میں اور افغانستان سے آ کر پاکستان میں ڈھنگر دی کرتے ہیں۔ ڈھنگر دوں کے لیے راستہ نہیں ہونا چاہئے۔ جو ہاں آ کر ہمارے بچوں کو ہماری عورتوں کو ہمارے بڑوں کو نشانہ بناتے ہیں ہمارے وکلاء اس میں شہید ہوئے۔ ہماری پولیس اس میں شہید ہوئی۔ کہاں سے وہ لوگ آئے؟۔ اُن کے لیے بند ہونا چاہیے لیکن چمن بارڈر جو ہاں تجارتی سرگرمیاں ہیں اس کے لیے ہم نے آواز اٹھائی ہے۔ ہم نے وفاق سے مطالبہ کیا ہے کہ انکو کھول دئے جائیں کبھی بھی انکو بند نہیں کرنا چاہئے۔ چاہے وہ تفتان ہو چاہے وہ چمن ہو۔ چاہے کوئی بھی انتہی شیل بارڈر جو بلوچستان کا دار و مدار اور اُنکے روزگار کا دار و مدار اس

بارڈر سے ہو۔ میں ابھی بھی کہتا ہوں کہ خدارا ان لوگوں کی پشت پناہی نہیں کریں جو ہشٹگر دی کر رہے ہیں ہمارے ملک کو جو بے گناہ لوگوں کو مار رہے ہیں ان کے لئے بند ہونے چاہئیں لیکن as a whole international trade کے لئے بند نہیں ہونے چاہئیں۔ چمن میں لوگ یہی روزگار کرتے ہیں ایک ٹارٹر لے آتے ہیں ایک آٹے کی بوری لے جاتے ہیں۔ وفاق سے ہمارا یہی مطالبہ ہے کہ یہاں کا رخانے نہیں ہیں کچھ بھی نہیں ہے ادھر۔ تو یہ روزگار بند نہیں ہونا چاہیے اور بارڈر کو جلد از جلد کھولنا چاہیے۔ میں واپس بجٹ پر آتا ہوں کہ جب بلوجستان کا ہم نے اتنا بجٹ بنایا۔ آپ پچھلا بجٹ دیکھ لیں آپ ان سے پچھلا بجٹ دیکھ لیں۔ آپ ان سے جب میں نے آپ سے کہا کہ پانچ سال کا جو پچھلا بجٹ تھا یہی تو دوستوں نے جذباتی تقریریں کی ہیں۔ ان تقریریوں کو میں منظر کھٹھتے ہوئے میں یہ بات کرنا کرنا چاہتا ہوں کہ پہلا تو یہ جو فارمولہ آپ نے بتایا جو بنایا یہاں زیارت وال صاحب بیٹھے ہوتے تھے اور وہاں سامنے میں بیٹھا ہوتا تھا جو شاء بلوج صاحب کی سیٹ ہے اُس پر میں بیٹھا ہوتا تھا اور میں یہی باتیں کرتا تھا کہ ایسا فارمولہ نہیں بناؤ جو کل آنے والے وقت میں وہ ایک فساد بن جائے اور ہمارے دوستوں کو متاثر کریں نہیں مانا گیا۔ ہمیں تو ایک روپیہ نہیں دیتے تھے پانچ کروڑ چھوٹ کروڑ چار کروڑ یہی ہمیں ملتے تھے پھر بھی ہم نے اپنے طریقے سے اپوزیشن کا کردار ادا کیا۔ اپوزیشن ایک خوبصورت حُسن ہے اسمبلی کی۔ اسمبلی اگر مکمل ٹریشری ہو تو پھر بھی مزہ نہیں آتا اگر مکمل اپوزیشن ہو تو پھر بھی مزہ نہیں آتا یہ ایک چیز ہے ایک وہاں بیٹھے ہوئے ہمارے تنسیس بھائی جو تقدیم کرتے ہیں جو طریقے سے ہمیں بتاتے ہیں کہ اس ملکے میں یہ ہوا اس میں یہ ہوا یہ انکا حق بتاتا ہے لیکن یہ بھی وہ کہہ دیں کہ اس بجٹ میں کتنا فائدہ ہم نے لایا ہے کم از کم یہ ایک دو باتیں تو کر لیتے کہ جی یہاں ہم نے پچھلی دفعہ کتنے ہسپتال بنائے دو ہسپتال تو ہماری اسکولز بنے۔ اگر اس دفعہ پانچ بی آرسی کا الجر بنے ہیں تو کم از کم یہ لوگ تو یہ کہتے کہ یہ پانچ میں تو بنے ہیں۔ جام صاحب نے تو ایک چیز بنائی ہے۔ آپ نے کوئی کیڈٹ کالج بنایا ہے اُس کا تو ذکر آتا۔ آپ نے گھوست کالج جو ہم لوگوں نے بنائے ہیں ان کا تو ذکر کرتے۔ کوئی چیز تو بتا دیں کہ بھائی انہوں نے یہ کچھ کیا ہے۔ تقدیم آسان ہوتی ہے۔ ہم بھی وہاں سے کرتے تھے جب ہم کھڑے ہوتے تھے۔ ہم یہی سب انکو شانہ بناتے تھے۔ لیکن کبھی کبھی ہم یہ شامل کرتے تھے کہ گورنمنٹ کی کارکردگی کچھ بہتر ہے۔ چمن میں اگر گرد ڈائیٹشین بنانا ہوا ہے تو اُسکا ذکر ہو۔ اگر پنجوں میں کوئی date-plant چالیس کروڑ کا بن رہا ہے تو اُسکا ذکر ہو۔ کل کو اگر تربت میں کچھ خرچ ہو رہا ہو تو اُسکا ذکر ہو۔ ہم اگر دو تین روڑیں ڈبل ڈبل لائے ہیں تو کس حکومت نے کیا ہے سابقہ پانچ

سالہ حکومت میں انہوں نے کیا لایا ہے میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ کون سی یونیورسٹی بنی ہے یہ یونیورسٹی بھی نواب اسلام رئیسانی صاحب کے دور میں، جو سامنے بیٹھے ہوئے ہیں ہوئی ہے جو تربت میں میدیکل کالج ہے یا لورالائی میں یہ بھی اُسی دور کے بننے ہوئے ہیں خود گواہی دے دیں۔ اُن کو اپنا کریڈٹ بنانے کے کہتے ہیں کہ جی یہ ہم نے بنائے ہیں پچھلے پانچ سال میں کیا بنایا ہے؟ اب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں نمائندگی جانتے ہیں اور کریڈٹ سکتے ہیں۔ ہم یہاں بجٹ بناتے ہیں تو ایک سو آٹھ ارب کا جو بنا ہے اسکو بھی ہم نے دیکھ کے کہ ریونیو ہم نے کہاں سے collection کرنا ہے۔ ہم نے یہاں ریونیو بنایا ہے تو کتنا بلوجستان کار ریونیو بڑھ گیا ہے آج کوئی سے کتنا ریونیو رہا ہے اس پر کسی نے بات کی ہے۔ آج اگر قلعہ عبداللہ سے مل رہا ہے تو کس کے دور میں زیادہ ہوا ہے۔ آج اگر گواہ، تربت، بیلہ سے کچھ مل رہا ہے تو کس کے دور میں کتنا ملا ہے اس پر تو بات ہوئی چاہیے۔ میں تو کہتا ہوں ٹھیک ہے۔ چلو میں کہتا ہوں اگر لیکچر کے ساتھ ظلم ہوا ہے اگر لیکچر میں یہ کچھ ہوا ہے تو کم از کم وہ تو میں کہوں کہ چلو باقی ڈیپارٹمنٹس میں تو کچھ ہوا ہے۔ کورونا کی بات ہوئی یا ٹڈی ڈل کی بات ہوئی میرے ایک دوست نے تو کہا کہ ٹڈی ڈل کا اسپرے بازار میں یک رہا ہے۔ بازار میں تو یک رہے ہیں ہم نے تو آپ کو دیا ہے۔ کون دے رہا ہے اگر اگر لیکچر ڈیپارٹمنٹ میں ایک آفسر جب کسی پر بھی یہ چیز ثابت ہوئی تو میں اس فلور پر قسم سے کہتا ہوں کہ ادھر ایک دن بھی نہیں گزارے گا۔ لیکن یہ تانا چاہیے اگر یہاں کہتے ہیں کہ جی ٹڈی ڈل کا یہ ہوا ایک ہمارے دوست نے یہاں آج تقریر میں کہا کہ ٹڈی ڈل۔ ٹڈی ڈل کہاں سے شروع ہوا ہے؟ آپ کو پتہ ہے کہ پچھلنے نو مبر میں جب آئے یہ کینیا، تزانیہ، اور سعودیہ اور سوڈان سے آئے ہوئے ہیں۔ ہم نے ادھر نہیں پالے ہیں۔ اور میں نے آپ کو desert کی بات کی کہ ایک ماشکیل اور ایک خاران کو یہ شیخ، عرب لوگ اپنے شکار کے لئے بچپن سالوں میں اس desert کو سروے نہیں کر سکا تو بلوجستان کی گورنمنٹ اسکو کیسے سروے کرے گی؟ ادھر انہوں نے انڈے ڈالے ہیں اُن کی پروش کی ہے اور انہیں ایک اچھا موسم ملا۔ اور اسکا پتہ ہی نہیں چلتا ہے ایک لشکر کی صورت میں آتے ہیں ہمارے ڈیپارٹمنٹ نے مکمل کوشش کی ہے۔ ہمیں گورنمنٹ کی طرف سے اسپرے ملا ہے ہمیں چاٹانا سے ایک worm-spray ملے ہیں۔ ہمیں ٹریکٹر ملے ہیں ہم نے ہر مشین جو چھوٹی چھوٹی جو اسپرے میں ہیں وہ ہم نے زمینداروں تک پہنچائے ہیں۔ جام صاحب کی ہدایت پر ہم نے سروے کیتے ہیں۔ ابھی ہم کیا کریں؟ آپ لوگوں کی یا contribution ہے آپ بتا دیں؟ آپ بتائیں آپ نے ٹڈی ڈل کے لئے کیا کیا ہے؟ صرف یہاں اسمبلی میں آ کر کے تقریریں کرنے کے لئے۔ اس سے تو ٹڈی ڈل کنٹرول نہیں ہوگا۔ آپ اپوزیشن مل کر ہمارے ساتھ اس ترقی میں حصہ لے لیں۔ تعلیم میں دیکھ

لیں دس سے گیا رہ فیصد جو بھی ہم لوگوں نے اس پر اپنا بجٹ بڑھایا ہے۔ اس میں کالج بننے ہیں جس میں BRC ہے جس میں ہمارے اسکولز، ایک ایک اسکول کے لئے ساڑھے تین سے چار کروڑ روپے دیئے گئے ہیں جس میں upgradations کرنی ہیں۔ جو مادل اسکولز ہائی اسکولز بنائے ہیں۔ اسی طرح مدل اسکولز ہیں اسی طرح shelterless کو ہم بلڈنگز بنانے کے لئے بجٹ دیتے ہیں۔ ہماری حکومت، تو ہم کس کس نے کیے ہیں۔ میں آپ سے یہ پوچھ رہا ہوں، زمرک کو اگر کچھ نہیں ملا لیکن عوام کو تو کچھ ملا ہے کچھ ریلیف تو ملا ہے مجبوری میں یہ بجٹ بنایا گیا ہے کیا مجھے یہ اچھا لگ رہا ہے کہ میں یہ 18 ارب کا خسارے کا بجٹ پیش کر دوں۔ لیکن بلوچستان کے عوام کی ضرورتیں ہیں انکو دینا ہوں گے۔ ان کو روزگار دینے ہوں گے کورونا سے معیشت جو تباہ ہو گئی ہے اسکو واپس کریں گے ہم وہاں سے لانے کی کوشش کریں گے۔ ہم ان ڈنرزممالک جو یہاں کام کر رہے ہیں ہم ان سے لانے کی کوشش کریں گے آپ کے تعاون سے مطلب ایک ساتھ مل کے۔ جناب اسپیکر صاحب! میں آپ کو ایک چیز بتا دوں کہ چار سو پینٹھارب روپے کا جو بجٹ پیش ہوا ہے حقیقت میں تاریخ میں خسارے کا سب سے بڑا بجٹ ہے۔ ہم نے بیٹھ کے اس پر بہت سوچا ہے یہاں تک ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے ہمارے فناں منستر نے ہمارے جتنے تھے ہم نے تقریباً دو تین میلین اس پر کام کیا ہے۔ کہ ہم اس کو کس طرح manage کر دیں بلوچستان کو کس طرح ہم کنٹرول کر کے اس میں عوام کو ریلیف دے سکیں۔ حقیقت میں یہ کمی پوری نہیں ہو سکتی۔ ہم اس بجٹ پر فیڈرل کے ساتھ لڑے ہیں۔ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے وہاں اس چیز پر واک آؤٹ کیا ہے کہا کہ عمران صاحب نے فیڈرل نے ظلم کیا ہے ہمارے فناں منستر میں نے خود اس پر پر لیں کافرنس کی ہے کہ جی وفاق ناجائز کر رہا ہے۔ ہم نے، ہم کوئی انکے اتحادی ہیں وفاق ہو گا ہم تو نہیں ہیں۔ مطلب اے این پی۔ لیکن اس گورنمنٹ کے تعاون سے ہم نے جا کے وہاں وزیر اعلیٰ جام صاحب نے نکل کے باہر واک آؤٹ کیا بلوچستان کے حقوق پر کتنے چیف منسٹروں نے واک آؤٹ کیا ہے؟ میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ نہیں ہے کہ میرے سامنے بیٹھا ہوا ہے شاید نہیں ہوتا بھی تو ہم بھی با تین کرتے۔ لیکن کچھ عیاں ہے، جو عیاں نہیں ہیں انکے لئے بھی ہم لڑ رہے ہیں۔ ہم آج بھی وفاق سے اپنے حقوق کے لئے لڑ رہے ہیں۔ اگر ہماری گیس کی رائٹی ہے، وہ نہیں ہے اسکے لئے بھی ہم لڑیں گے اگر ہماری بجلی کی ہے اگر ہمارے coal کی ہے۔ جدھر بھی ہیں ہم ان چیزوں پر کمپرومازن۔ کبھی بھی فیڈرل سے نہیں کریں گے لیکن کم از کم اتنا تو ہمارے ساتھ تعاون آپ لوگ کریں کہ جو بھی مل رہا ہے جو بھی آرہا ہے جو بھی ایک اچھا کام ہوا ہے اگر اس پی ایس ڈی پی میں کچھ اچھا کام ہوا ہے تو اس کا ذکر تو

آپ لوگ کریں۔ اسپیکر صاحب! اچھے کام کا بتاؤں اسپیکر صاحب! ہمارے پانچ چھ BRC colleges بنے ہیں کہ نہیں؟ یہاں گرزر کا لجر بن رہے ہیں کہ نہیں؟ یہاں ہسپتال بنے رہے ہیں کہ نہیں؟ یہاں دو ہزار کلو میٹرز سے زیادہ روڈ ز پچھلے سال میں بنی ہیں کہ نہیں؟ ۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) آپ بتائیں کیوں انکار کرتے ہو پھر نہیں کرو، اس طرح نہیں کرو۔ مانو کہ یہ چیزیں بنی ہوئی ہیں یہ بجٹ کدھر جا رہا ہے یہ 87 ارب روپے کہاں خرچ ہو رہے ہیں آپ بتائیں اگر غلط جگہ پر اس طرح کاغذ دے کر مجھے بتا دیں کہ یہ غلط بن رہی ہے اگر اس کی روڈ نہیں پھر ہم غلط ہیں، اس میں پانی نہیں ہے تو ہم غلط ہیں، اس میں ہسپتال نہیں ہے، اس میں اگر لیکچر نہیں ہے اس میں لا یوٹاک نہیں ہے تو پھر ہم غلط ہیں اگر ہیں تو پھر مانو کہ آپ کی گورنمنٹ نے ایک اچھا کام کیا ہوا ہے۔ موئی خیل کے بارے میں غلط بیانی کی ہے، اور کچھ باتیں پھر ہمارے دوست کرینے، میں کہتا ہوں چمن کے بارڈر کی بات میں نے کی ہے، میں ایک دفعہ آخر میں پھر یہ کہتا ہوں جناب اسپیکر! کہ یہ چمن کے بارڈر کو وفاق کے ساتھ جام صاحب ہمارے چیف منسٹر صاحب بات کریں ہمارے لوگ بہت دردرہو گئے ہیں قلعہ عبداللہ ضلع بلکہ پورا پاکستان اس سے متاثر ہو رہا ہے۔ پوری انٹیشنس ٹریڈ اس راستے سے جارہی ہے، کنٹیز جارہے ہیں، سینکڑوں کنٹیز واپس آتے ہیں، وزیر اعلیٰ صاحب! اگر آپ اس پر وفاق کے ساتھ بات کریں۔

جناب اسپیکر: ملک صاحب! آپ قائد حزب اختلاف کی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر آپ کو اجازت دی ہوئی ہے تو اور بات ہے لیکن اس سیٹ پر آپ نہیں بیٹھ سکتے۔ نواب صاحب کو الگ سیٹ دی گئی ہے اس پر کوئی نہیں بیٹھ سکتا۔ جی زمرک خان صاحب محض کر لیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر مکملہ زراعت و کوآپریٹوں): جناب اسپیکر صاحب! میں وزیر اعلیٰ صاحب کے توسط سے یہ بات وفاق تک پہنچائیں کہ ہمارے جتنے بھی بارڈر ز ہیں چاہیے چمن سب سے پہلے ہو، تفتان ہوجو ہماری انٹیشنس ٹریڈ اس پر ہو رہی ہے۔ اس پر بات کریں لوگ بہت دردرہو ہو رہے ہیں، روزگار نہیں ہے، کرونا ہے، ٹڈی دل ہے فلاں فلاں چیزیں ہیں اور اس پر جلد سے جلد اقدامات کریں کہ چمن بارڈر کو کھولا جائے اور ایک بات میں بھول گیا کہ پتوں علاقوں میں ڈیم نہیں بنے ہیں میرے قلعہ عبداللہ میں 15 کروڑ کا ڈیم تو ابھی پی ایس ڈی پی میں ہے وہ بھی آپ دیکھ لیں۔ اصغر خان کی سفارش پر آیا ہوا ہے تو انشاء اللہ آگے بھی ہم اس گورنمنٹ کے لئے ایک اچھی گورنمنٹ کے لئے ایک اچھے بجٹ کی سوچ کریں گے۔ اور ہمارے ساتھ پورا سال بقایا ہے۔ اپوزیشن کو چاہیے کہ ہم ساتھ مل کے اس بجٹ کو خرچ کریں اور بلوچستان کے عوام کے مفاد میں اور اگر

اُن کی مشکلات ہیں اُن کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ میں آخر میں وزیر اعلیٰ صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور ساتھ ہی منشہ فناں کو اور ہمارے پی اینڈ ڈی جو ہمارے بزردار صاحب، ہمارے فناں سیکرٹری نور الحمد صاحب اور اُن کی پوری ٹیم جو ہمارے جام صاحب کی ٹیم تھی پی اینڈ ڈی کی تھی ایک متوازن اور خسارے کا بجٹ تو ہے اُن کو پورا کرنے کی کوشش کی جائیگی۔ ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں اور اُمید رکھتا ہوں کہ ہم ایک اچھے طریقے سے ان کو خرچ کرنے کی کوشش کریں گے۔ شکر یہ۔

جناب اسپیکر: شکر یہ زمرک خان اچکزئی صاحب۔ جی اختر لانگو صاحب۔

میر اخڑ حسین لانگو: سَمِّ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ شکر یہ جناب اسپیکر! جناب اسپیکر زمرک خان صاحب نے بہت ہی تفصیلی، کافی دریتک تقریر کی اُمید کرتا ہوں کہ ہمارے جتنے بھی ساتھی ہیں۔۔۔

جناب اسپیکر: زمرک خان نے ٹولڈ دس منٹ تقریر کی اور زیرے نے پیش تالیس منٹ کی ہے۔

میر اخڑ حسین لانگو: اُن دوستوں کو بھی اتنا ہی وقت ملنا چاہیے۔ بہر حال جناب اسپیکر! زمرک خان صاحب کی باتیں اپنی جگہ اگر وہ یہ موقع کرتے ہیں کہ ہم اُن کی اچھی چیزیں مان لیں تو زمرک خان صاحب سے بھی یہ گزارش ہے کہ جو معاملات جو زیادتیاں وہ کرتے ہیں وہ بھی مان لیں کہ ہماری حکومت سے یہ غلطیاں ہوئی ہیں، تو تالی دونوں ہاتھوں سے بختے کی اُمیدی سپیدا ہو جائیگی۔ کوئی بھی ڈیپارٹمنٹ ہو، اسمبلی ہو، ملک ہو، صوبہ ہو، وہ ایک قاعدے اور قانون کے تحت چلتا ہے تو جب بجٹ بتاتا ہے تو اُس کے بھی کچھ manuals ہوتے ہیں۔

پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ جب ڈولپمنٹ کا بجٹ بتاتا ہے تو اُس کے بھی اپنے رو لز ہوتے ہیں، لیکن آج صحیح جب میں نے پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ سے رابط کیا تو ہاں سے مجھے پتہ چلا کہ پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کے پاس بجٹ بنانے کیلئے اُن کے پاس اپنے رو لز نہیں ہیں وہ فیڈر گورنمنٹ کے رو لز کو follow کرتے ہیں۔ اب جناب والا! اگر فیڈر گورنمنٹ کے رو لز کو ہم دیکھ لیں تو اُن میں واضح طور پر ایک چیز لکھی ہوئی ہے کہ کسی بھی اسکیم کو کسی بھی پروجیکٹ کو آپ پانچ سال سے زیادہ نہیں کر سکتے۔ لیکن یہاں اس موجودہ پی ایس ڈی پی میں دیکھ لیں ہماری کچھ اسکیمیں یہاں ہیں وہ 2003.2004.2005.2006 سے ابھی تک جاری ہیں اُن کو کچھ سال مکمل کر کے اس معاملے کو یہی پر ختم کیا جانا چاہیے تھا لیکن اس کے باوجود انکو جاری رکھا گیا۔ میں ایک اسکیم کی مثال دوں۔ جن کو یہ گورنمنٹ پچھلے سال ہی ختم کر سکتی تھی انہوں نے اس سال بھی ان کو ختم نہیں کیا اگلے سال کے لئے چھوڑ دیا ہے میں پی ایس ڈی پی نمبر بتاتا ہوں ongoing اسکیم ہے پی ایس ڈی پی نمبر ہے 992 یہ ایک روڑ کی اسکیم ہے جناب والا! یہ خود اپنی پی ایس ڈی پی میں لکھتا ہے کہ 97% یہ پروجیکٹ complete ہے ایک

فیصد اس سال میں complete کرنا ہے اور باقی جو دو فیصد ہے وہ اگلے سال۔ اب ایک فیصد completion کیلئے انہوں نے جو پیسے مختص کئے ہیں وہ ہیں 100 ملین دس کروڑ روپے۔ کام مکمل کرنے کیلئے انہوں نے پیسے allocate کرنے کیلئے اور اس پورے پروجیکٹ کو اگر دیکھا جائے تو یہ 91 کلومیٹر کی روڈ ہے اگر اس کو ہم تقسیم کر لیں یہ 43 کروڑ روپے کا پروجیکٹ تھا اگر ہم ان پیسوں کو تقسیم کر دیں تو یہ دس کروڑ کے قریب ہمیں per kilometer یعنی 8 کروڑ کے قریب یہ روڈ یہ پروجیکٹ پڑ رہا ہے۔ تو ایسے پروجیکٹ کو یہ مزید continue رکھے میرے خیال سے اگر ساتھی کہتے ہیں کہ اچھا بجٹ ہے تو پھر اس کا فیصلہ جو اُس طرف ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں وہ خود کر لیں۔ جناب والا! یہاں بات ہوئی ڈیپارٹمنٹس کی میں ایک دفعہ اُس حوالے سے آتا ہوں دیکھیں بلوچستان اور بلوچستان کے لوگوں کا دارو مدار تین یا چار سیکٹرز پر ہیں۔ یہاں کوئی انڈسٹری نہیں ہیں۔ یہاں فورٹ کے حوالے سے ٹریننگ نہیں ہے، یہاں چھوٹی موٹی جو ٹریننگ ہیں وہ بارڈرز کے حوالے سے ہیں۔ دو یا تین بار ڈرورز ہیں، جنگلو، ہفتان اور چن جس سے تھوڑی بہت لیکل ٹریننگ ہماری ہوتی ہے۔ بلوچستان کی آبادی کو آپ دیکھ لیں تین بڑے سیکٹرز ہیں جن پر یہاں کے لوگوں کا ذریعہ معاش ہے۔ سب سے بڑا جس پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ زیرے بھائی نے کہا ایک فیصد بجٹ مختص نہیں کیا گیا ہے لائیوٹاک۔ بلوچستان کی ہستیری کو اگر دیکھا جائے بلوچستان میں رہنے والے یا اس خطے میں رہنے والے بلوچ، پشتون اقوام کا گزر برہی لائیوٹاک پر رہا ہے مالداری اور گلہ بانی۔ زمینداری اُس کے بعد کے فیز میں آئی جب کاریزات نکالنے کا سلسلہ بلوچستان میں شروع ہوا۔ اُس وقت لوگوں نے زمینداری پر توجہ دی تاریخی حوالے سے اس خطے کے لوگوں کا ذریعہ معاش وہ لائیوٹاک پر رہا ہے۔ ہم نے لائیوٹاک کا وہ حشر کیا کہ ایک فیصد بجٹ بھی اس کیلئے مختص نہیں کیا ہے۔ ابھی بھی بلوچستان کی بہت بڑی آبادی ہے، جن کا روزگار لائیوٹاک اور گلہ بانی سے وابستہ ہے۔ دوسرے نمبر پر زمینداری، ایگر لیکچر میں بھی کوئی خاطر خواہ بجٹ یہ کتنا میں کافی نہیں ہمارے سامنے پڑی ہوئی ہیں۔ اگر اس طرف سے کسی کو کوئی شک ہے تو ہو بتا دے ہمیں یہاں کچھ نظر نہیں آ رہا ہے۔ جناب والا! اب اس حوالے سے میں آپ کو کچھ بتا دوں یہاں میرے پاس کاغذ پڑا ہوا ہے میں پی ایس ڈی پی نمبر بھی بتا سکتا ہوں بلوچستان گرین ٹریکٹر کے حوالے سے پچھلے سال انہوں نے ایک اسکیم رکھی تھی ایگر لیکچر کے حوالے سے میں جناب والا! بات کر رہا ہوں بلوچستان گرین ٹریکٹر پروگرام PSDP No 14 اس کیلئے پچھلے سال انہوں نے رکھے تھے پانچ سو ملین۔ جناب والا! اس پی ایس ڈی پی کی کتاب میں یہ خود کہہ رہے ہیں کہ ان کا expenditure اس پروجیکٹ میں ہوا ہے وہ زیر و پرسنٹ ہے

یعنی پچھلے سال پانچ سو میلین گرین ٹریکٹر کے نام سے پی ایس ڈی پی میں پیسے رکھے گئے۔ اس میں سے انہوں نے ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کیا ہے۔ اور اس سال دوبارہ اس اسکیم کو ongoing میں ڈال کر وہ پانچ سو میلین automatically ہی ٹڑی دل کے حوالے سے چار ملخ آتے ہیں تو ایک سال یا کچھ عرصے کے بعد وہ چار ملخ چار سو بن جاتے ہیں۔ اب اسی طرح یہ پروجیکٹ بھی پانچ سو میلین سے خود بخوبی جپ ہو کے چھ سو میلین پر ongoing میں آیا ہے۔ جب کے اس پر نہ کوئی کام ہوا ہے نہ اس پر کوئی feasibility ہوئی ہے اور نہ اس کا کوئی پی ون کسی نے چھیڑا ہے نہ اس کو کسی نے ہاتھ لگایا ہے لیکن سو میلین اس میں increase ہو گئے۔ یا تو یہ پیسے کسی بینک میں لگے تھے سو میلین اس میں interest ہیں یا اب مجھے سمجھنے میں آرہا ہے لیکن اس دفعہ یہ پانچ سو میلین سے change ہو کے چھ سو میلین پر آگئے اب اس کا جواب پی اینڈ ڈی کے ساتھی بتا سکتے ہیں کہ جس پروجیکٹ کو جس اسکیم کو کسی نے چھیڑا نہیں ہے کسی نے ہاتھ نہیں لگایا کسی نے اس پر کوئی کام نہیں کیا ہے وہ سو میلین زیادہ کیسے ہو گئے۔ یہ ایگر لیکچر کے ساتھ ہمارے معاملات اور سنجیدگی ہے۔ تیسرا معاملہ ہماری ماائزہ کے ساتھ ہے جو لوگوں کے ذرائع معاش وابستہ ہے بلوچستان میں ماہنگ ایک سیکٹر ہے جس میں کافی لوگوں کا ذریعہ معاش اور بلوچستان کی اچھی سی اکنام بھی ہے۔ لیکن جناب والا! ماائزہ وزیر آپ کے سامنے روزہ رہتاں پر۔ میر بیرون والوں کے کیسز عدالتوں میں چل رہے ہیں بہت ساری چیزیں آپ کی ماہنگ پالیسی ابھی تک نہیں بنائی ہے۔ ایک سال سے یہاں اس پر تقاضہ ہو رہی ہیں ایک سال سے ہم ان کا مطالبہ کر رہے ہیں کہ آپ اپنی کوئی ماہنگ کی پالیسی دے دیں کوئی معاملہ ہو اس پر ابھی تک کوئی کام نہیں ہو رہا ہے، اس پر بھی کوئی سنجیدگی کا مظاہرہ نہیں کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح جناب والا! یہاں فوکس ان کے معاملات ہیں۔ اب میں ایک چیز اور بتا دوں کہ یہاں انہوں نے دیا ہے کوئٹہ پروجیکٹ کے نام سے PSDP No 2520 میں جناب والا! کوئٹہ پنچ کے حوالے سے 19 ارب 66 کروڑ 86 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں لیکن اسی کوئٹہ پروجیکٹ کا کیس بلوچستان ہائی کورٹ میں چل رہا ہے۔ جس کو بلوچستان ہائی کورٹ نے بہت خوبصورت نام دیا ہے کہ ٹن ٹائل کا کاروبار ہائی کورٹ میں جو چیزیں زیر بحث آئی ہیں وہ 29 ارب کی آئی ہیں، یہ ongoing اسکیم ہے جناب والا! ہائی کورٹ میں چیزیں جو زیر بحث ہیں اخباروں میں میڈیا میں جائز کے ریمارکس میں جو figure ہمیں مل رہا ہے وہ 29 ارب روپے کا کوئٹہ میں خرچ ہو گیا ہے۔ یہاں انہوں نے 19 ارب روپے دیا ہے۔ اور جناب والا! اس کے لئے اس سال کی allocation بھی کوئی تین ارب روپے رکھے گئے ہیں جناب والا! اسی اسمبلی فلور پر ہم نے ایک مسئلے کی کوئٹہ شہر کی نشاندہی کی تھی جب یہ اسمبلی تازہ وجود میں آئی تھی اور نئی گورنمنٹ بنی تھی اس وقت ہم نے کہا تھا کہ

کوئٹہ میں کوئی تین سے یا ساڑھے تین سو کے قریب ٹیوب ویل جو پی ایچ ای ڈیپارٹمنٹ کے توسط سے یہاں پر ڈرل ہوئے ہیں ان کی کلینگ ڈالی ہے اُن پر اربوں روپے کا خرچ ہوا ہے اُس وقت میرے بھائی عارف جان صاحب فناں منظر تھے۔ اُس وقت اسی فلور پر ہمیں مسٹر فناں کی طرف سے اور چیف منٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان کی طرف سے یہ commitment آئی تھی آپ اسی میں کاریکارڈ نکال کر دیکھ لیں اس گورنمنٹ کے پہلے یادوسرے مہینے میں وہ پیسے آج دن تک پی ایچ ای کو یا وسا کو نہیں ملے اور اس وقت کوئٹہ شہر جیسے میرے دوستوں نے کہا یہاں اب بھی چوبیس پیس سوتک کچھ علاقوں میں ٹینکروالے پانی نہیں لارہے ہیں ۔ 80 فیصد لوگوں کو ہم نے ٹینکر مافیا کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے۔ اب یہاں ٹھف ٹائل کا کاروبار کرنے کے بجائے شہر میں روڈوں کی جو سینٹر لائن ہیں جو کیا ریاں بنی ہوئی تھیں ان میں پھول پتے لگے ہوئے تھے وہ اکھاڑ کے وہاں ٹھف ٹائل لگا کے یا مصنوعی گراسی اُن پر بچھا کے یہ بلوچستان کے عوام کے پیسے ہم ضائع کر رہے ہیں یہی پیسے اگر ہم اس پروجیکٹ سے ہم نکال کے ہم اُن ٹیوب ویلوں پر لگا دیں تو میرے خیال سے اس گرمی میں ٹینکر مافیا سے ہمیں کم از کم نجات مل جائیگی۔ جناب والا! اس طرح کی چیزیں یہ میں یہ سمجھتا ہوں بلوچستان ہائی کورٹ یہ کہہ رہا ہے کہ یہ فنڈ اس طرح پروجیکٹ جسکی نہ feasibility report کسی نے بنائی ہے اور نہ اس کا کوئی consultant ہے اور نہ اس پروجیکٹ میں کوئی ٹینکنیکل لوگ ہیں۔ اُس پروجیکٹ کے ہاتھوں اُن لوگوں کے ہاتھوں بغیر feasibility report کے اور بغیر کسی technical assistance کے آپ 29 ارب روپے، اُنکے ہاتھ میں دے کر، چند ٹھکیڈاروں کو اور چند افسروں کو فائدہ پہنچانے کے لیے، آپ مجھے بتا دیں اس کا حساب ہمیں کون دے گا؟ جناب والا! آپ کی اسمبلی کے گیٹ کے سامنے، آپ کی اسمبلی اور بلوچستان ہائی کورٹ کے درمیان جن کیا ریوں کو اکھاڑ کر ان پر PPC فرش بچایا گیا اور ان پر ٹھف ٹائل لگائے گئے اور ان پر مصنوعی گراسی بچھائی گئی۔ جب معاملہ ہائی کورٹ تک پہنچا تو انکو دوبارہ اکھاڑ کر ان پر دوبارہ مٹی ڈال کر یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ ہم نے کچھ گڑبوٹیں کی، وہ جو گڑبوٹوں روپے اس پر ضائع ہوئے تھے وہ مصنوعی گراسی ابھی بھی آپ کے MPA's Hostel parking lodge کے کسی کوڈ مدارکہ ہے؟ آیا کسی سے اس بارے میں باز پرس کی کہ یہ بلوچستان نے ضائع کیے، آیا اس گورنمنٹ نے کسی کوڈ مدارکہ ہے؟ آیا کسی سے اس بارے میں باز پرس کی کہ آؤمل کرایک دوسرے کے ہاتھ مضبوط کر کے جائیں گے اور مرکز سے لٹکراپنے حقوق لائیں گے۔ جب ہماری position یہ ہے کہ ہمیں نہ مرکز سے کچھ مل رہا ہے نہ ہمارے اپنے وسائل میں اتنی قوت ہے کہ ہم اپنی مشکلات اپنے مسائل

حل کر سکیں لیکن ہم نے کچھ افسروں اور کچھ ٹھیکیداروں کے رحم و کرم پر ہم نے بلوچستان اور بلوچستان کے وسائل کو چھوڑ دیا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جس دن ہائی کورٹ نے یہ نوٹس لیا، یا تو یہاں ہمارے ایڈووکیٹ جزل صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، یہ تو وہ جا کر اس کو ہائی کورٹ میں اس کو defend کرتے کہ ہم نے صحیح کام کیا، اگر وہ defend نہیں کر سکتے تو راتوں رات اُس کو اکھاڑنا نہیں چاہئے تھا۔ پھر اُس پر ڈٹنا چاہئے تھا کہ ہم نے اچھا کام کیا۔ اُس میں وہ ڈٹے بھی نہیں، راتوں رات چوروں کی طرح رات کے اندر ہیرے میں وہ فرش بھی اُتاری گئیا اور وہ مصنوعی گھاس بھی اکھاڑ کر پھینگنی گئی، اُس کے خلاف واقعی اگر میرے دوست زمرک بھائی بول رہے ہیں کہ اچھائی ہے تو وہ یہ ایک کام بھی اپنی اچھائیوں کی list میں ڈال دیں کہ اُس PD کے خلاف، اُن ٹھیکیداروں کے خلاف، اُن approval دینے والوں کے خلاف جنہوں نے اس کی approval دی، ان سب کے خلاف کارروائی کر کے اُن سے بلوچستان کے لوگوں کا ایک ایک پیسہ وصول کر کے لائیں گے، میں سب سے پہلا آدمی ہونگا اس اسمبلی floor پر زمرک خان بھی ہونا چاہیے اُنکی list میں، میں اپنے دستخط کروں گا کہ یہ آپ نے اچھا کام کیا اور میں اُس کی تائید بھی کروں گا۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ان تمام کے باوجود بھی اُن چند لوگوں کو جنہوں نے ہمارے کروڑوں روپے بر باد کیے، آج ہم بجٹ کی پائی پائی پر رورہے ہیں، آج ہم ایک ایک scheme کے لیے رورہے ہیں، آج ہم ایک ایک water supply کے لیے رورہے ہیں، وہ کروڑوں روپے کا غم کسی کو نہیں ہے۔ آج بھی اُنہی لوگوں کو، اُنہی ذمہ داروں کو یہاں بیٹھ کر اس حکومت میں اُن کو defend کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور انکو بچانے کی کوشش کی جا رہی ہے اُن ٹھیکیداروں کو اور ان ذمہ داروں کو۔ جناب والا! ہم نے اور اسی کوئی پیکچنگ کے حوالے سے جب سریاب میں اُنکی کارکردگی کو monitor کرنا شروع کیا گیا علاقے کے منتخب نمائندوں کی طرف سے جب اُن روڈ اور سکیموں کی کوائی check کرنے کے لیے علاقے کے نمائندگان گئے تو انہی corrupt لوگوں نے سریاب کی تمام اسکیمیں، تمام روڈ جو اُس میں ڈلی ہوئی تھیں کوئی پیکچنگ میں وہ تمام چیزیں بدنتی کی بنیاد پر انہوں نے وہاں سے نکال دیں۔ کوئی پیکچنگ میں اب سریاب کا کوئی project نہیں، وہ تمام اسکیمیں، تمام چیزیں انہوں نے وہاں بند کر دیں، تو میری request ہے ساتھیوں سے کہ یہ جس کے لیے 19 ارب روپے اس PSDP میں رکھے گئے اور 3 ارب روپے کی allocation ہے، اس کو براہ مہربانی آپ PHE Department کو دے دیں جو آپ کے تین ساڑھے تین سو ٹیوب ویلز ہیں کوئی شہر میں بند پڑے ہوئے ہیں اُس میں کم از کم یہ 22 لاکھ لوگوں کا شہر ہے جو census میں register ہے اور باقی تمام interior districts کے لوگ یہاں آ کر رہتے

یہ health اور education اور ان چیزوں کی وجہ سے unofficially ہے تو یہ کم از کم 4 Million more than four Million کوئی شہر کی بھی چھوٹی سی administrative approval سے آپ ضائع ہونے سے ان پیسوں کو بچا کر آپ ان ٹیوب ویز کو start کر لیں کم از کم 4 لوگوں کو آپ نیکر مافیا اور پیاس کی شدت سے اور پانی کی بوند بوند کے لیے آپ ترنسنے سے بچا سکیں گے۔ جناب والا! یہاں دوستوں نے کورونا کا ذکر چھیڑا، ساتھیوں نے بہت ساری باتیں کیں میں اُس میں بالکل نہیں جاؤں گا۔ زمرک بھائی صحیح کہہ رہے تھے کہ Trump نہیں نہ سکیں۔ تو ہم اور آپ کی تو ویسے بھی کوئی حیثیت نہیں ہے ہم اور آپ اُس سے کیا نہیں گے۔ ہم تو ویسے بھی اپوزیشن میں ہیں زمرک بھائی کی ہمارا کام بھی ہے۔ اختیارات، قلم وہ اُن کے ہاتھ میں ہے۔ زبان اور اُس کا control ہمارے ہاتھ میں ہے۔ ہمارا کام ہے نشاندہی کرنا، بولنا اور تقریر کرنا، ہم کرتے رہیں گے، اپنے لوگوں کے مسائل کی نشاندہی ہم ضرور کرتے رہیں گے۔ اس کورونا میں باقی بحث میں نہیں جاؤں گا، اس کورونا نے ہمارے health system کے حوالے سے ہمارے جو بھی دعوے تھے، ہماری جو بھی سوچ تھی اُسکو یکسر تبدیل کر کے رکھ دیا ہے۔ اس کورونا میں جو centers ہم نے بنائے ہیں اُن میں ابھی recently ہمارے ایک دوست ہمارے بہت عظیم دوست شہید باز محمد کے بڑے بھائی اس کورونا سے شہید ہوئے۔ اُن کا اپنا بھائی خود بھی ڈاکٹر ہے۔ ہم جب فاتحہ کے لیے گئے تو انہوں نے ہم سے کہا کہ being a doctor میں اپنے بھائی کا attendant بھی تھا، میری یہ باقاعدہ being attendant 24 Hours duty کی تھی میں آکسیجن سلنڈر کی نگرانی کرتا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ ختم ہو جائے۔ جتنے دن میرا بھائی admit رہا ہے اتنے دن میں آکسیجن سلنڈر کے پیچھے بھاگتا رہا۔ ہم نے پہلے بھی اس اسمبلی floor پر کہا تھا کہ کچھ چیزیں ہیں جنکو اگر تھوڑی سی will change کرنے کی، ہم وہ بہت آسانی کے ساتھ change کر سکتے ہیں۔ جناب والا BMC میں آپ کا اپنا آکسیجن پلانٹ لگا ہوا ہے۔ Civil Hospital میں آپ کے پاس دو آکسیجن پلانٹس لگے ہوئے ہیں۔ اگر انکے معمولی چھوٹے موٹے پر زے جن پر hardly کچھ ہزار روپے خرچ کر کے وہ plant operational کر سکتے ہیں، ہم نے PAC کی میٹنگ میں بھی وہ چیزیں discuss کی تھیں اور انکی نشاندہی بھی کی تھی BMC والا آکسیجن پلانٹ ہو گیا تھا لیکن اب جب کہ BMC میں آکسیجن نہیں مل رہی ہے تو اس کا مطلب ہے وہ دوبارہ بند کر دیا گیا ہے۔ یہ جان بوجھ کر کچھ لوگ ہیں جو اس کو بند کر کے ٹھیکناری کے حوالے سے بازار سے بازار سے شروع کر دی ہے یہ میں ریکارڈ پر لانا چاہوں گا اس

Audit Paras بھی بنے ہیں کہ 2011-2012 میں جو آکسیجن سلنڈر BMC میں 1162 روپے کا خریدا گیا تھا وہ 2018-2019 میں مارکیٹ میں 660 روپے کا available تھا اور وہی کمپنی قادری یا گیلانی کمپنی کا نام ہے، جب audit team کی طرف سے survey کیا گیا وہی کمپنی کا سلنڈر سلیم میڈیکل کمپلیکس، ڈاکٹرز ہسپتال اور ایف سی ہسپتال جنوواں کلی کے قریب ہے، انکو 19-2018 میں بھی 600 کا وہ سلنڈر دے رہے ہیں، جبکہ BMC میں 1172 میں آکسیجن سلنڈر خریدے گئے۔ تو یہ گورگ دھندہ ہے۔ جناب والا! ہمارے ہسپتاں کی حالت یہ ہے کہ مصطفیٰ ترین جیسے ہمارے ساتھی ہسپتال میں بغیر علاج، بغیر ڈاکٹر کے یہاں ہمارے دوست اصغر خان ترین نے floor of the House پر کہا کہ رات کو ایک بجے بھی انہوں نے سی ایم ہاؤس سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن کوئی ڈاکٹر نہیں تھا، تو جناب والا! یہ کورونا کے حوالے سے یہ چیزیں ہیں اور ہمارے دوست منشہ ہیلتھ جام صاحب خود ہیں سیکرٹری ہیلتھ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، اگر آپ ہیلتھ کاریکار ڈنکال لیں تو اس پورے سال میں نہ کوئی ventilator machine خرید سکے، نہ کوئی PCR Machine، نہ MSD کی دوائیوں purchasing کر سکے، نہ ventilators کو چلانے کے لیے تمیں چالیس لوگ train کر سکے، total ventilator چلانے کے لیے ICU کے experts ہیں وہ ہمارے پاس سات، آٹھ بندے ہیں، اُنکے علاوہ کسی کو ventilator چلانا نہیں آتا۔ نہ ان کو آغا خان یا بیاقت نیشنل ٹریننگ کے لئے بھیج سکے۔ لیکن جناب والا! اب میں آتا ہوں ان چیزوں کی طرف جنکا ہمارے بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ یا بلوچستان کے health system کے ساتھ اگر کوئی تعلق ہے تو ادھر سے کوئی دوست مجھے مطمئن کرے۔ جناب والا! یہاں purchase of transport کے نام سے اس PSDP میں جو آپ کی budget book ہے، اس میں نان ڈولپمنٹ کی مد میں جو انہوں نے رکھے ہیں وہ دوارب اسٹھ کروڑ پنیٹھ لاکھ روپے ہیں۔ یہ انہوں نے health component کے justification میں رکھے ہیں جس میں ایک اُسکی justified ہے، اس میں ایک کروڑ تیس لاکھ روپے DHQ لسیلہ کی ٹرانسپورٹ کیلئے خود بھی مطمئن ہیں وہ district کی وہ رکھیں سر آنکھوں پر لیکن جناب والا! اس میں دوارب ساٹھ کروڑ روپے رکھے ہیں، اب یہاں رکھا ہے کہ administraion Secretariat کو دیے ہیں انہوں نے اور ٹرانسپورٹ کی مد میں رکھے ہیں، لیکن ہماری شنید میں یہ آرہا ہے کہ اس سے یہ ایم ایب یو لینس خریدنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اب

جناب والا! ایرا یبو لینس خریدیں گے بلوجستان کے کتنے لوگ ہیں، اس house کے کتنے لوگ ہیں جو ایرا یبو لینس کے اخراجات برداشت کر سکتے ہیں۔ جناب والا! ان کے لیے تو ایرا یبو لینس already available ہے، آپ ایدھی کوفون کر لیں وہ آپ کے لیے ایرا یبو لینس بھجوادے گا اور اگر آپ خرید بھی لیں، فرض کریں کوئی afford بھی کر سکتا ہے تو نوشکی میں ایرا یبو لینس land کہاں پر کریں گی، قلات میں کسی کو ضرورت پڑے گی تو کہاں پر land کریں گی۔ نصیر آباد میں کہاں land کریں گی۔ تو جناب والا! یہ دوارب روپے جو ان چیزوں کے لیے رکھے گئے ہیں ان میں سے ہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کے hospitals میں آپ PCR machines رکھوادیں ventilators لگوادیں، آپ کچھ لوگوں کو ICUs کی ٹریننگ کے لئے بھجوادیں آغا خان یا لیاقت نیشنل یا PIMS اسلام آباد وہاں سے کوئی سو، ڈیڑھ سو لڑکے تیار ہو کر آئیں گے، آپ ہر district hospitals میں ICU بنوادیں۔ آپ پیش تھیڑز بنو لیں، آپ زچہ و بچہ کے سینٹر زبانیں۔ delivery کے لیے چاغی سے لوگ کوئی آتے ہیں جناب والا! ہم یہاں پونے دوارب روپے ایرا یبو لینس کے لیے رکھ رہے ہیں، ایک تو ہمارے پاس جہاز ہے CM صاحب کا اُس کے اخراجات ہم سے پورے نہیں ہو پا رہے، اُس میں جو Chief Pilot ہے اس میں اتنی کرپشن ہے کہ ہم نے statement میں PAC کی گولی تک دیا، ہم نے S&GAD کو لکھا کہ وہ بھاگ رہا ہے اپنے paras کا جواب نہیں دے رہا، وہ پیش نہیں ہو رہا ہے۔ وہ ہم سے سنجلتا نہیں ہے، وہ جہاز فارغ نہیں ہے اُس میں جھگڑے ہیں کہ کون اُس میں کہاں کراچی جائے گا، کون اُس میں اسلام آباد جائے گا، وہ جھگڑے ہم ابھی تک نہیں نمٹا سکے، اب ہم مزید جہاز خریدنے جا رہے ہیں۔ جناب والا! ہسپتاں کی تو ہماری حالت یہ ہے کہ ان میں panadol کی گولی تک purchasing availbale نہیں ہے۔ اگر MSD کی ہے کسی regular budget کا budget ہے کہ تو ہم نوشکی کے ہسپتاں سے کیا توقع کر سکیں گے، ہم خاران، پشین، لورالائی، ژوب کے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کے اسپتاں سے کیا خیر کی توقع کریں۔ ہم گواردر جیسے علاقے کے ہسپتاں سے کیا توقع کریں؟ ہم خود، جام صاحب کے اپنے ڈسٹرکٹ سبیلہ کے ہیڈ کوارٹر ہسپتال سے کیا توقع رکھیں؟ جناب والا! ہمارے لوگوں کی اکثریت 70% ہمارے بلوجستان کے لوگ غربت کی لیکر سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ ہمیں ایرا یبو لینس نہیں چاہیے۔ ہمیں اسپتال میں دو beds چاہئیں جس میں عزت کے ساتھ ہمارے مریض

لیٹ کر اپنا علاج کر سکیں۔ جناب والا! ہمیں ایئر ایمبولینس نہیں چاہیے۔ ہمیں ایکسرے مشین اور first aid کا سامان چاہیے کہ نوشکی میں اگر کوئی accident ہوتا ہے۔ تو ایکسرے کیلئے اُس کو کوئی لیکر آنا پڑتا ہے جناب والا! پنجبور میں اسد صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان کے ہسپتال کی condition میں خود پنجبور میں جیل رہا ہوں۔ ارباب میر نواز صاحب ہمارے ساتھ تھے جیل میں اُس وقت وہ بیمار ہوئے پنجبور کے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر اسپتال میں 2007ء کی میں بات کر رہا ہوں، Sugar Test کرنے کی ان کے پاس سہولت نہیں تھی۔ اور آج بھی تھوڑی بہت اگر اُس میں بہتری آئی ہوگی۔ لیکن condition almost ہو گی پنجبور کی اسپتال کی۔ اب پنجبور سے ایک مریض ایکسرے کیلئے الٹر اساؤنڈ کے لیے وہ کوئی آئے گا۔ اُس کے لیے کیا ایئر ایمبولینس بھیجی جائیگی؟ ایئر ایمبولینس تو چند مخصوص لوگوں کے لیے ہوگی۔ جناب اسپیکر! یہاں بلوچستان کے جو لوگ غریب غراءں ہیں، ان کے لئے ایئر ایمبولینس تو اپنی جگہ جب پولیس center کے ہمارے لوگوں کو شہید کیا گیا۔ تو ان کی بھجوائیں۔ ہمارے پاس تو روڈ ایمبولینس موجود نہیں ہے تو ایئر ایمبولینس کو کون سنبھالے گا کون چلانے گا؟ تو جناب والا! پہلے ہم اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کی کوشش کریں، پہلے ہم اپنے ان ہسپتالوں کو اس قابل تو بنائیں جس میں میں اعتماد کے ساتھ اپنے علاج کے لیے یا اپنی فیملی کے مبرز کو لے کر جاسکوں۔ جناب والا! یہاں اور بھی بہت ساری چیزیں ہیں، اب میں آتا ہوں تھوڑا PSDP کی طرف اب جناب والا! PSDP میں بھی اسی طرح non technical لوگ اور اپنی مرضی سے چیزیں ڈالتے نکلتے ہیں میں آپ PSDP نمبر بتاتا ہوں، اب اس سے آپ اندازہ کر لیں کہ ہماری PSDP کتنی technical bases پر بنی ہے ایک PSDP نمبر ہے۔ 636۔

جناب اسپیکر: اختر جان اس کو میرے خیال سے مختصر کریں کافی ہو گیا۔

میر اختر حسین لاگو: جناب والا! میں ابھی PSDP پر تو آیا ہوں۔

جناب اسپیکر: تو پھر اتنا time لیا ہے۔

میر اختر حسین لاگو: إنشاء اللہ زمرک خان سے دو تین منٹ کم بولوں گا۔

جناب اسپیکر: نہیں زمرک سے تو آپ 20 منٹ زیادہ بول چکے ہیں۔۔۔ (مدخلت)

میر اختر حسین لاگو: نہیں سواسات بجے آپ نے ختم کیا تھا میں گھٹری دیکھ رہا تھا۔

جناب اسپیکر: نہیں دس پر ختم کیا تھا دس پر آپ نے شروع کیا ہے۔۔۔ (مدخلت)

میر اختر حسین لانگو: میں بس دو تین منٹ میں conclude کروں گا۔ (مداخلت) thank you تو جناب والا! دو PSDP نمبر میں آپ کو بتاتا ہوں۔ (مداخلت) sir میں budget پر بول رہا ہوں۔ جناب والا! ڈپٹی اسپیکر صاحب کو میرے خیال سے انہوں نے پڑھا نہیں میں PSDP کے حوالے سے بات کر رہا تھا کہ ایسا یہ بولیں کے لئے کوئی ڈھانی ارب انہوں نے رکھے ہیں میں نہیں رکھے ہیں یہ نہ رکھتے تو میں نہیں بولتا اس پر آپ نہیں رکھتے میں نہیں بولتا۔ میں اب PSDP پر آرہا ہوں پہلے میں بجٹ پر بول رہا تھا ابھی میں PSDP پر بولتا ہوں یہ ڈوپلمنٹ کا بجٹ ہے میں overall بجٹ پر پہلے بول رہا ہوں۔ تو جناب والا! PSDP نمبر 636 اب یہاں یہ 45 ملین رکھے گئے ہیں اس project کیلئے یہ روڑ کا ہے تین کلومیٹر جناب اسپیکر! اس بات کو note کر لینا میرے ساتھی بھی note کر لیں تین کلومیٹر روڑ ہے 45 ملین اس کیلئے رکھے ہیں آگے آتے ہیں PSDP نمبر 641 ہے یہ روڑ ہے 6 کلومیٹر، اس کیلئے بھی 45 ملین یعنی تین کلومیٹر کیلئے بھی وہی خرچہ 6 کلومیٹر کیلئے بھی وہی خرچہ، 45 اس کا مطلب اوپر والا جو 3 کلومیٹر والا 45 ملین اس کا ٹھیکیدار شاید کوئی لاڈلا ہوگا اس لئے اس کیلئے، اب میں آگے آتا ہوں جناب والا! اسی طرح PSDP نمبر 675، 676 یہ 675 جو ہے 5 کلومیٹر ہے، 676 جو ہے 6 کلومیٹر ہے، اب 5 کلومیٹر کیلئے جو پیسے رکھے گئے ہیں وہ 45 ملین اور 6 کلومیٹر کیلئے جو پیسے رکھے گئے ہیں وہ ہے 22 ملین، یعنی 6 کلومیٹر روڑ کم پیسے میں بنے گی 5 کلومیٹر زیادہ پیسوں میں بنے گی۔ یہ جناب والا! اس طرح کی سینکڑوں اسکیمیں اس میں موجود ہیں میں اپنے دوست۔

جناب اسپیکر: wind-up پر جائیں میرے خیال سے دو منٹ آپ کے پورے ہو گئے۔

میر اختر حسین لانگو: سردار صاحب کے اُس میں تھوڑا مختصر کروں گا اسکو۔ اب جناب اسپیکر! میرا خود تعلق کوئی نہ سے ہے اب کوئی نہیں حاجی غیبی روڑ ایک گلی ہے چھوٹی سی hardly وہ آدھا کلومیٹر بھی نہیں ہوگی، آدھا کلو میٹر روڑ حاجی غیبی روڑ ہے وہ پہلے سے روڑ اُس کی بنی ہوئی ہے side drains بننے ہوئے ہیں کوئی نہیں میں جو میرے دوست رہتے ہیں وہ جانتے ہوئے اسکوز مرک بھائی بھی جانتے ہوئے حاجی غیبی روڑ کو، اُس روڑ کیلئے جناب والا! اُس کی اگر تھوڑی بہت black topping یا سرفی پاؤڑ کرنی ہوگی انہوں نے باقی اُس میں کوئی کام نہیں ہے اُس کے لیے انہوں نے 40 ملین رکھے ہیں، 40 ملین روپے صرف حاجی غیبی روڑ جس کا length وجودہ آدھا کلومیٹر بھی نہیں ہے یہ میں PSDP نمبر اُس کا بتا دیتا ہوں جناب والا! 705 یہ حاجی غیبی روڑ کی PSDP ہے۔ اسی طرح جناب والا!

جناب اسپیکر: جی اس کو wind-up کر لیں۔

امیر اختر حسین لانگو: جناب والا! ایک ڈیم ہے میں اسکا کاغذ ٹوٹ رہا ہوں اور مجھ مل جائے، ہاں، با تو زی ڈیم، جناب والا! یہ قلعہ سیف اللہ کا ہے با تو زی ڈیم اب اس کا PSDP نمبر 2535 ہے اور اسکی cost جو انہوں نے رکھی ہے 217 ملین اب جناب والا! اس میں اگر آپ دیکھ لیں PSDP Book میں ساختی سمجھتے ہیں اس پیشی زمرک بھائی تیرا مرتبہ ہے اسکا اس میں جو estimated cost دی ہوئی ہے گورنمنٹ آف بلوچستان ایک فیڈرل گورنمنٹ کا بھی، ایک نیچے column دیا ہوا ہے ایک FBA اور ایک گورنمنٹ آف بلوچستان ہے تو اس کی طرف سے اس پر 217 ملین یہ فیڈرل گورنمنٹ کا expenditure اس میں انہوں نے show کیا ہے zero جبکہ فیڈرل کی PSDP آپ دیکھ لیں اس کا نمبر ہے 977 اس میں فیڈرل گورنمنٹ نے اس ڈیم پر جو expenditures کئے ہیں یہ 30-06-2020 تک 4119 اور اس میں صرف 560 بقايا اسکا کام ہے تقریباً اس میں 90% کام مکمل ہو چکا ہے لیکن گورنمنٹ آف بلوچستان اپنی PSDP میں جو فیڈرل گورنمنٹ کے end پر جو خرچے ہیں وہ نہیں show کر رہا ہے اس میں اس طرح کے اور بھی بہت ساری روڑز ہیں وہ آپ کا کل بھی ہمارے دوست واحد صدیقی صاحب نے کیا تھا سپیرہ راغمہ والی اس کا بھی میں آپ کو دکھا دیتا ہوں اس میں بھی یہی ہے کہ 100 ملین تک کام مکمل ہو چکا ہے --- (مداخلت) یہ show کر رہے ہیں اس میں اس میں بھی تقریباً جو فیڈرل گورنمنٹ کے پیسے لگے ہیں۔

جناب اسپیکر: اب اس کو wind-up کر لیں۔ تقریباً آپ کی اپنی بہت زیادہ ہے لیکن باقی لوگوں نے بھی بات کرنی ہے۔

امیر اختر حسین لانگو: وہ بھی انہوں نے show کئے سپیرہ راغمہ والی روڑ پر جو فیڈرل گورنمنٹ کے end سے پیسے آئے ہیں اس میں بھی انہوں نے show zero کیا ہے اور وہ روڑ 2008 کی ہے۔

جناب والا! میں اس بحث پر جیسے نصر اللہ زیرے نے کہا کہ rules کی صریحاً غلاف ورزی، بہت ساری کمیاں پائی جاتی ہیں چونکہ ہمیں دونوں ملے تھے اس کو دیکھنے کیلئے اور اس پر بحث کرنے کیلئے اس پر اگر تفصیلی کوئی experts کے ساتھ آدمی بیٹھ جائے تو یہ PSDP Book اور یہ بحث اس کو کوئی بھی ذی شعور انسان کا میاں اور اچھا بہترین اور ایک technical بحث نہیں کہہ سکتا اس کی وجہ یہی ہے جناب اسپیکر! اس میں سینکڑوں اسکیمیں ایسی بھی ہیں جو already دو دو جگہ ڈالی گئی ہیں اب میں اس میں --

جناب اسپیکر: جی اس کو wind-up کر لیں۔

25 جون 2020ء (ماہات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

35

میر اختر حسین لانگو: جناب والا! میں ابھی آپ کو بتاتا ہوں۔

جناب اسپیکر: کافی time ہو گیا لانگو صاحب۔

میر اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! میں آپ کو ایک چیز کی صرف نشاندہی کروں گا میں PSDP نمبر بتاؤں گا اسکیم ایک ہے تین sector پر اس کیلئے پیسے رکھے گئے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک اس sector کو کریگا دو sector اُن پیسوں کو fudge کرے گا۔ جناب اسپیکر! PSDP نمبر آپ کو بتاتا ہوں یہ 2372 دوسرا PSDP نمبر ہے یہ لوکل گورنمنٹ سیکٹر میں یہ 38 ہے اگر یکچھ sector میں تیسرا PSDP نمبر ہے 1772 آپ کا PHE سیکٹر میں اب میں اسکیم کا نام پڑھ کر آپ کو سُناتا ہوں Water Supply and Installation of PVC pipe Kasi Qilla WSS کلی ابراہیم زئی Supply Tubewell and Law College Quetta ہے WSS کی Headline کی PVC Pipe installation کی ایک بھی کریگا۔ یہ ایک اسکیم کیلئے پیسے اب لوکل گورنمنٹ کو دیے ہیں 20 ملین اس اسکیم کیلئے اگر یکچھ بھی کریگا PHE کو دیے ہیں 15 ملین اور PHE کو دیے ہیں 20 ملین، ایک ہی اسکیم ہے تین جگہوں پر اس کی allocation رکھی گئی ہے ایک جگہ 15 ملین دو جگہوں پر 20,20 ملین۔ اب یہ ایک جگہ سے ایک ڈیپارٹمنٹ اس کو، پوکنکہ زیادہ تر چیزیں related ہیں PHE کریگا اگر یکچھ اور لوکل گورنمنٹ میں ان پیسوں کا کیا حشر ہوگا آپ بخوبی اس کا اندازہ کر سکتے ہیں اس سے گزشتہ جو PSDP ہے ہم اپنا white paper تیار کر رہے ہیں جو کہ 30 جون کو closing ہو رہی ہے پرانی PSDP مکمل close ہو جائیگی اس میں ہم بتائیں گے آپ کو کون کون سے projects پر کون کون سی اسکیموں پر کتنے پیسے release ہوئے، کتنا کام ہوا وہ پیسے کہاں گئے اُن کے ٹھیکیدار کون تھے وہ پیسے کن کی جیبوں میں گئے اُن سب کا حشر بھی یہی آپ کا ثابت ٹائل کے کام کی طرح ہوگا۔

بہت شکر یہ جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: شکر یہ اختر لانگو صاحب۔ جی ڈاکٹر بابہ بلیدی صاحبہ۔

ڈاکٹر بابہ خان بلیدی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ صحت): شکر یہ جناب اسپیکر! عُوذُ بِاللّٰهِ مَنْ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمُ طَبَسْمُ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ. وَيَسِّرْ لِيْ أَمْرِيْ. وَاحْلُلْ عَفْدَةَ مِنْ لَسَانِيْ. يَقْفَهُوْ قَوْلِيْ. صَلَى اللَّهُ عَلَى نَبِيِّ الْأُمَّةِ وَعَلَى إِلَهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا أَمَّا بَعْدُ۔ جناب اسپیکر! سال۔۔۔

(خاموشی۔ اذان)

جناب اسپیکر: پھر واپس نہیں آئیں گے بہت late ہو جائیگا۔ جی ڈاکٹر صاحبہ۔ جائیں آئیں اسمبلی چلتی رہے گی۔ آپ بس نہیں کر رہے تھے۔ جی نواب صاحب۔

نواب محمد اسلم خان رئیسیانی: اجلاس کل 4 بجے رکھ لیں۔ 4 بجے آپ آئیں باقی کوئی آئے یا نہ آئے آپ ضرور آئیں۔

جناب اسپیکر: میں نے کہا کہ ہم دونوں 4 بجے موجود تھے آج۔ ٹھیک ہے نواب صاحب۔ جی نواب صاحب آج بحث ختم ہو جائے گی۔

نواب محمد اسلم خان رئیسیانی: بحث کوئی ختم نہیں ہو گی سارے باہر جا کے۔

جناب اسپیکر: ایجاد اجوبہ issue ہوا ہے تین دن کا جو گزرا ہوا کل ہے اُس میں کسی نے بات ہی نہیں کی ہے before time اُس کو ختم کیا۔

نواب محمد اسلم خان رئیسیانی: کوئی حرف آخر نہیں ہے آپ کل رکھیں آپ کے پاس اختیار ہے بالکل آپ رکھ سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں رکھ سکتے۔ وہ دن 30 جون سے پہلے بجٹ پیش کرنا ہے پھر کیسے کرو گے؟ کیسے ہو جائے گا؟

نواب محمد اسلم خان رئیسیانی: نہیں جناب! جب اتنا ہو رہا ہے تو یہ 30 کو بھی آپ رکھ لیں کر سکتے ہیں آپ advice کریں اسپیکر صاحب کو it کیا بات ہے 30 ہے 31 جون ہے 35 جون ہے۔ آپ کر سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: کل صبح ایک رکھ دیں اور شام کو دوسرا رکھ دیں۔ صبح discuss بھی کرتے ہیں اور شام کو۔ کل گیارہ بجے ایک سیشن کرتے ہیں تین بجے اور چار بجے پھر دوسرا؟ جام صاحب! اسی طرح کرنا ہے؟ صبح ایک سیشن اور شام کو first time پر رکھ کے اور second time پر دوسرا supplementary?

سید احسان شاہ: جناب اسپیکر! اُس میں فناس بل کے حوالے سے سارے ضوابط میں یہی ہے کہ تین دن ہیں، تیرا دن پھر تقریر کے بعد finance minister wind up speech ہو گی اُس کے بعد موجودہ سال کا money bill ہو گا اُس کے بعد نئے سال کا۔

جناب اسپیکر: کم سے کم شاہ صاحب تین دن ہے زیادہ سے زیادہ آپ جتنے دن بحث کر سکتے ہیں۔

جی ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مکملہ صحت: شکریہ جناب اسپیکر! بجت 21-2020ء پیش ہوا ایوان میں اور اتنا متوازن بجٹ تشکیل دینے پر میں وزیر اعلیٰ جام کمال خان صاحب اور صوبائی وزیر خزانہ ظہور بلیدی صاحب صوبائی کابینہ اور ان کی معاونت کرنے والے تمام مکملہ اور افراد یقیناً تعریف کے قابل ہیں۔ اور ان کی دن رات کی کوششیں بھی قبل تحسین ہیں۔

جناب اسپیکر: جی نواب صاحب۔

نواب محمد اسلم خان رئیسانی: آپ اس ایوان کو اور تمام وزراء صاحبان کو پابند کریں کہ وہ یہاں حاضر ہو جائیں۔

جناب اسپیکر: جی وہ آجائیں گے قائد ایوان نے سن لیا نواب صاحب۔ ویسے بھی وہ صحیح کے پروگرام میں آسکتے ہیں جلدی جلدی۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مکملہ صحت: جناب اسپیکر! یہ بات ہم سب کے علم میں ہے کہ covid-19 کی وجہ سے پوری دنیا میں اور پاکستان میں اور اکثر ممالک میں بھی یہی کیفیت ہے کہ ایک شدید معاشی اور اقتصادی دباو ہے۔ اور اس صورتحال میں بہت سارے ممالک نے نہ صرف نئے taxes لگائے ہیں بلکہ انہوں نے بہت سارے اداروں سے ملازمین کو فارغ بھی کیا ہے۔

جناب اسپیکر: جی continue۔ یہ سارے میرے خیال میں کیوں؟ ابھی تک اجلاس ختم نہیں ہوا ہے میڈم بات کر رہی ہیں آپ سارے اٹھ کر جارہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مکملہ صحت: پھر ہم بھی آپ کی باری میں اٹھ جائیں گے۔ پھر کل ہماری اپوزیشن کی بہنیں جو شکایت کر رہی تھیں پھر وہ یہ نہ ہو کہ ہماری طرف سے پھر وہی شکایت آجائے۔

جناب اسپیکر: میڈم پھر ایسا کرتے ہیں کہ آپ کل بات کر لیں۔ ڈاکٹر صاحب آپ کی باری میں پہنچنیں کیوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مکملہ صحت: اس صورتحال میں ہماری حکومت نے ایک لیکس فری اور مالی طور پر اپنے آپ کو خود مختار بنانے کے لیے commitment کی ہے، وہ موجودہ وسائل کے اندر رہتے ہوئے اپنے صوبے کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے لیے یہ اس بات کا غمازی ہے یہ بجٹ کہ ان کی commitment بہت پختہ ہے۔ صحت کے شعبے میں بہت زیادہ توجہ دی گئی ہے ڈویژن اور ضلعی سطحوں پر infrastructures hospitals، اور طبی سہولیات کو بہتر بنانے کے لیے اس میں اسکیمات رکھی گئی ہیں۔ جس میں نئی labs،

گئے ہیں۔ اسی طرح تعلیم کے شعبے میں، زراعت میں اور سماجی شعبے میں بھی بہت ساری اس میں اسکیمیں کھنگی ہیں۔ اور بہت سارے وسائل بھی اس میں مختص کیے گئے ہیں۔ جناب اسپیکر! یہاں یہ ساری بحث جو ہم سن رہے ہیں اس میں ایک سوال بار بار آتا ہے کہ کیا آج کل کے موجودہ ملکی اور عالمی حالات میں ہمیں اس بحث کو criticize کرنا چاہیے۔

Should we will be criticizing this budget under the current circumstances?

And would it will be justifying and doing so? So that we should ask ourselves.

اس میں میرے محترم بھائی رکن اسمبلی نصر اللہ زیرے صاحب نے ریکوزیشن اجلاس میں بھی کورونا کے حوالے سے بہت سوالات کیے تھے۔ اُس دن بھی وہ موجود نہیں تھے جواب سننے کے لیے آج بھی وہ موجود نہیں ہیں جواب سننے کے لیے۔ اگر اُس دن وہ تفصیلی جواب سن لیے ہوتے تو شاید آج یہ repetition ہوتی۔ ہمارے محترم اپوزیشن کے ممبران جب تفتان کی بات کرتے ہیں اگر صوبے سے باہر کا کوئی شخص یہ بات کرے تو شاید افسوس نہ ہو۔ اس صوبے کا رہنے والا اور اس ایوان کا ممبر جب یہ بات کرتے ہیں تفتان کی کرتے ہیں تو یقیناً تکلیف ہوتا ہے۔ اسی موقع کے لیے شاعر نے شاید کہا تھا کہ:

میرا عزم اتنا بلند ہے کہ پرانے شعلوں کا ڈر نہیں

محجنے خوف آتش گل سے ہے کہ کہیں چمن کو جلاندے

جناب اسپیکر! میرا خیال ہے کہ ہمیں سوچنا چاہیے کہ کیا اب بھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ ہم اس صوبے کی بہتری کے لیے اپنے روایتی رویوں کو چھوڑ کر غیر روایتی اندازِ سوچ کو اپنا کیں۔

Because these are difficult times and these difficult times questions us that whether or not we have what it takes to love our mother land. These times questions us whether or not we have what it takes to sacrifice for our mother land. And most important of all they questions us, whether we are truly capable of what it takes to give a blood sweat and tears for our mother land. I think these difficult times ask us to question our intentions and also our actions. We should revisit and refresh them.

کیونکہ یہ حالت اس میں صرف اپوزیشن صرف ٹریزیری پنجر، ہمیں یہ نہیں دیکھنا چاہیے۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ ہم بحثیت اس صوبے کے عوام کے اس صوبے کے ایک فرد کے ہمارے کیا فراہمی ہیں اور ہم ان کو کس طریقے سے پورے کر رہے ہیں۔ جناب اپسیکر! اللہ تعالیٰ مجھے آپ ہم سب کو اس صوبے کی ترقی کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی توفیق دے اور ہم سب کو اس میں کامیاب بھی کرے۔ (عربی) ترجمہ۔ وہ ذات پاک ہے جس کے ہاتھ میں تمام بادشاہت ہیں اور ہم سب کو اُسی کے پاس واپس لوٹنا ہے۔ وَآخِرُ الدَّعْوَةِ
آنِ الْحَمْدُ لِلّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ شکر یہ۔

جناب اپسیکر: جی شکر یہ۔ شاہ صاحب! آپ بات کریں گے یا بعد میں؟ جی دنیش کمار صاحب۔ دنیش کے time پر اپوزیشن کو موجود ہونا چاہیے۔ کیونکہ گورنمنٹ کی طرف سے اصل speech یہی دنیش کی ہوتی ہے۔

جناب دنیش کمار: جی میرے قابل احترام میر یونس عزیز زہری صاحب ہیں، ہمارے قابل احترام زیرے صاحب بیٹھے ہیں۔ اور آپ کے توسط سے میں تقریر کر رہا ہوں تو لازمی تمام ممبر ان تک پہنچ گی۔

جناب اپسیکر: اچھا! ٹھیک ہے۔

جناب دنیش کمار: جناب اپسیکر! سب سے پہلے میں اپنے لیڈر جام کمال خان صاحب، میر ظہور بلیدی صاحب، اور ہماری cabinet کے ممبران، ہماری اتحادی جماعتیں اور اپنے آفیسران جو P&D، فناں اور جتنے حکاموں کے آفیسران ہیں سب کو میں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اس وباء کے time جس جان فشانی سے اور جس طرح سے انہوں نے بجٹ تیار کیا ہے، وہ قابل تعریف ہے۔ ہمیں ان کی تعریف کرنی چاہیے کہنے ہمارے آفیسران اس وباء میں بتلا ہوئے، کہنے ہمارے منسٹر صاحبان اس وباء میں بتلا ہوئے۔ ہمارے ہزارہ صاحب ہیں دیکھیں یہ بیچارے بھی دن رات انہی عوام کے بجٹ کی تیاری کے لیے اور عوام کی meetings میں اس وباء میں بتلا ہوئے۔ آپ کے سامنے victim کھڑا ہوں اس وباء کا میں بھی مریض رہا مگر ہم نے عوام کی خدمت نہیں چھوڑی۔ ہم نے کہا کہ کورونا سے ڈرانہیں کورونا سے ڈڑنا ہے جس کا ہم نے عملی طور پر ثبوت دیا۔ اور میں داد دیتا ہوں زیرے صاحب اور میر یونس زہری صاحب کو کہ انہوں نے بھی عوام میں اس وباء سے ڈرے نہیں اور ہم انہی عوام کے ساتھ ہمیشہ ساتھ رہ رہیں۔ میں پریشان ہوں میرے زیرے صاحب کو وزن 15 kg ہو گیا انہوں نے یہ بھی قربانی دی۔ میں فخر کرتا ہوں میر یونس زہری پر۔ ہمارے اپوزیشن کے ایک اہم رکن اس وباء سے شہید ہوئے انہوں نے قربانی دی آغا صاحب اب ہمارے درمیان نہیں

ہیں جس کا ہمیں بہت افسوس ہے۔ میں اُن کو اس موقع پر سلوٹ پیش کرتا ہوں اور ان کے درجات کی بلندی کے لیے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے۔ جناب اپسیکر! میں آتا ہوں بجٹ پر آپ نے دیکھا کہ یہ ایک ایسا متوازن بجٹ ہے اس کی نظر پورے پاکستان میں نہیں ملتی۔ مجھے پتہ ہے میرے اپوزیشن کے دوست جب بھی محفلوں میں بیٹھتے ہیں تو تعریفیں کرتے ہیں کہ ایسا بجٹ بھی نہیں آ سکتا اور یہ ان کی مجبوری ہے، کہ انہوں نے یہاں آ کر مخالفت کرنی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں مگر مجھے خخر ہے کہ یہ باہر چل کر تعریفیں کرتے ہیں کہ واد جام کمال خان! واد ظہور بلیدی صاحب! آپ نے کیا بجٹ پیش کیا۔ جناب اپسیکر! یہ واحد تاریخ ساز بجٹ ہے جس میں 22 اضلاع کی اقلیتی برادری کو فنڈ زدی گئے۔ میر یونس عزیز زہری کے حلقہ میں بھی اقلیتی برادری کو دیے گئے، ثناء صاحب کے خاران میں اقلیتی برادری کو بھی دیے گئے ہیں۔ ڈوب، لورالائی، پشین، جہاں جہاں جائیں وہاں اقلیتی برادری کو فنڈ زدی گئے ہیں۔ اور میں شکر گزار ہوں میرے اپوزیشن کے دوستوں کا کہ انہوں نے میرے لیے ڈیک بجائے ہیں میں بہت مشکور ہوں۔ اور جناب عالی! میں آپ کو بتا دوں کہ ہم نے تمام اقلیتی برادری بلوجستان کی سب سے قدیم اقلیتی برادری ہے۔ اور جناب والا! جہاں تک لانگو صاحب نے کہا ایم ای بولینس تو میں لانگو صاحب کو بتا رہا ہوں کہ یہ ایم ای بولینس بھی غریب عوام کے لیے ہے۔ اور میں آپ کو دیتا ہوں کہ اگر کوئی غریب عوام کوئی پیار ہوا تو اُس کو گورنمنٹ کے خرچ پر اچھے سے اچھے ہسپتال surety میں لے جایا جائے گا۔ اور یہ صرف تجویز ہے ابھی تک یہ نہیں ہوا ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ ہونا چاہیے۔ اور ہم کہتے ہیں کہ ابھی آپ دیکھیں یہاں سے بلوجستان سے ہمارے کتنے patients پر ایویٹ جہازوں پر گئے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم اُن سے کراہی لیں گے اور غریبوں پر خرچ کریں گے۔ اور اُن کو مفت میں لے جائیں گے۔ جناب اپسیکر! کہا جاتا ہے کہ جی جو ongoing اسکیموں کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ میں آپ کو بتا دوں کہ جو 1997ء سے جو 1850 اسکیمیں pending میں تھیں ہماری حکومت میں ان میں سے 1500 اسکیمیں complete ہوئی ہیں جو 1997ء سے 2017ء تک کی تھیں۔ اور ہم نے ساڑھے 3 سو اسکیمیں complete کرنی ہیں اور اس بجٹ اجلاس کے بعد ہم نے بیٹھ کر دیکھنا ہے کہ کون سی feasible ہیں اُن کو بھی ہم complete کریں گے۔ بچھلی گند کو ہم صاف کریں گے۔ جناب اپسیکر! آپ کو اور مجھے پتہ ہے شاہوانی صاحب اور لانگو صاحب مجھ سے پیار کرتے ہیں اور میں بھی آپ سے پیار کرتا ہوں۔

جناب اپسیکر: آپ کے اپنے لوگ ڈیک نہیں بجا رہے لیکن اپوزیشن والے بجا رہے ہیں۔

جناب دنیش کمار: جناب اپسیکر! شاہوانی صاحب کا حلقہ بھی میرا اپنا ہے کچھ بیگ بھی میرا اپنا حلقہ ہے میں

بھی وہاں ان کے پاس جا کر دعویٰ میں کھاتا ہوں۔ جناب اسپیکر! میں کہتا ہوں کہ یہ بجٹ جو ہمارے بلوچستان کے سب مانتے ہوئے کہ اقیقتی برادری قدیم ترین برادری ہے۔ اور نواب صاحب سے کہتا ہوں ایک ارب 40 کروڑ ہے آئیں میں آپ کو دیتا ہوں اگر آپ ثابت کریں کہ ایک ارب 40 کروڑ ہے۔ اچھا اور میں آپ کو بتاؤں کہ ہم نے ان کے حقوق میں بھی اقیقتی برادری کو دیا ہے، ہم نے ان کے بھی ترقیاتی کام کئے ہیں۔ چاہے اقیقتی برادری کا کوئی کریچن ہو، ہندو ہو، پارسی ہو، سکھ ہو، ہم نے تمام کی تمام communities کو اس بجٹ میں فنڈ زدیے ہیں جو کہ تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ میرے دوست مخلوقوں میں مجھے سراہتے ہیں، مجھ سے کہتے ہیں کہ دینش تو واحد MPA ہے جس نے سب کے ساتھ ایسا کیا ہے۔ یہ میرے لئے خیر ہے۔ ان کے الفاظ میری حوصلہ بڑھاتے ہیں اور میں ان کا بھی شکرگز رہوں اور اسپیکر صاحب آپ کا بھی شکرگز رہوں کہ آپ نے ہمیشہ میری حوصلہ افزائی کی ہے۔ میں اس کے لیے بھی تمام دوستوں کا شکرگز ارہوں۔ میں اپنی بہنوں کا بھی شکرگز رہوں۔ بہت بہت شکر یہ۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ۔ محترمہ یہی ترین صاحب! آپ speech کریں گے آپ کا نام آیا ہے۔ کل کریں گے؟ نہیں آپ کا نام آیا ہے speech کے لیے۔ نام کسی کا نے بھیجا ہے۔ یہ آپ کا نام آیا ہے۔ جی۔ اصغر ترین صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِّنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ سَمِ اللّٰهُ الْأَحْمَنُ الرَّجِيمُ۔ شکر یہ۔ جناب اسپیکر! وزیر خزانہ صاحب بھی اٹھ کر چلے گئے ہیں۔ ریکارڈ میں ہم نے کیا کرنا ہے کل کے لیے رکھ لیں۔ سب اٹھ کر چلے گئے۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں ابھی ہوم منستر صاحب ہے، لانگو صاحب ہیں ہزارہ صاحب ہیں دینش کمار ہیں۔ کل پھر کریں آپ بیٹھ جائیں دینش نوٹ کر رہا ہے بندے کدھر ہیں۔ کیا ہوم منستر بندہ نہیں ہے؟ دینش بندہ نہیں ہے؟ جی رند صاحب! کورم پورا ہے؟ کورم کی کون نشاندہی کر رہا ہے۔ ہاں ناں ابھی بل پیش کرنا ہے۔ کورم پورا کرنے کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔ ظہور صاحب! کورم پورا کریں آپ کو بل پیش کرنا ہے۔ جی۔ فناں منستر آگئے ہیں آپ شروع کریں۔

مسودہ قانون نمبر 1 مصدرہ 2020ء کا پیش کیا جانا۔ وزیر خزانہ! بلوچستان مالیاتی مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مصدرہ قانون نمبر 1 مصدرہ 2020ء) پیش کریں۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر مختار خزانہ): میں وزیر مختار خزانہ، بلوچستان مالیاتی مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 1 مصدرہ 2020ء) پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: بلوچستان مالیاتی مسودہ قانون مصدر 2020ء (مصدرہ قانون نمبر 1 مصدر 2020ء) پیش ہوا۔ اب speech کریں یا بس۔ جی اصغر ترین صاحب!

جناب اصغر علی ترین: آعُوذُ باللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ شکر یہ جناب اسپیکر! آپ نے مجھے موقع دیا بجٹ پر بات کرنے کا، میں اس بجٹ پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ۔ إِنَّ اللّٰهَ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ آپ پھر بولیں سردار صاحب بولنے دیں۔ سنیں حوصلہ رکھیں سردار صاحب۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ بجٹ جو پیش کیا گیا ہے یہ عوام دشمن، صحت دشمن، تعلیم دشمن، روزگار دشمن بجٹ ہے جس طریقے سے یہ پیش ہوا ہے۔ اس کو تو بنانے کی ضرورت تھی نہیں کہ آٹھ نوماہ سے محنت کر رہے ہیں جو وجد کر رہے ہیں مل بانٹ کر لیتے آرام سے۔ یہ مسئلہ حل ہو جاتا یہ ضرورت ہی کیا تھی آپ پیش کریں جس طریقے سے اسکیمات ڈالی گئی ہیں۔ جس طریقے سے ہی لیتھ کو اب جو کیشن کو اور جس طریقے سے ڈسٹرکٹ کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ یہ history میں پہلی دفعہ ہم دیکھ رہے ہیں ہمیں نظر آ رہا ہے کہ یہ کس طریقے سے بنایا ہے۔ جناب اسپیکر! اسکیمات بتی ہیں بالخصوص ڈیپارٹمنٹ کو ترجیح دی جاتی ہے۔ کہ کس کس ڈسٹرکٹ میں کس کس نوعیت کی اسکیم ڈالی جائے اور عوام کے مسائل حل کئے جائیں بدقتی سے یا خوش قسمتی سے آپ کہہ لیں departmental اسکیم مانگوائی گئی ہیں۔ میں اگر اپنے ڈسٹرکٹ ضلع پیشین کی بات کروں تو 90% جو اسکیمات departmental دی گئی تھیں گورنمنٹ کو وہ reject ہوئی ہیں۔ شاید اگر میں کہوں تو آپ کہتے ہیں کہ یا ریتو اپوزیشن کا بنہ ہے شاید یا اس نے خود ڈالی ہو اس کی ترجیحات ہوں، ملک اس نے پھر ایکشن لڑنا ہے۔ لیکن جو departmental اسکیمات ہیں ان کو بھی نظر انداز کیا گیا ہے ان کو ترک کیا گیا ہے اور ان کو ردی کی ٹوکری میں پھینکا گیا ہے۔ جناب اسپیکر! شاید ہم اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکیں ہم نے جو PSDP بک دیکھی ہے ہم بڑے حیران ہو گئے ہیں۔ کہ ٹھیک ہے گورنمنٹ کا ایک طریقہ کار ہوتا ہے گورنمنٹ powerfull ہوتی ہے گورنمنٹ کے پاس اختیارات ہیں گورنمنٹ بیٹھی ہوئی ہے۔ لیکن اگر اس طرح دیکھا جائے تو اپوزیشن والوں کا بھی کسی نہ کسی پارٹی سے تعلق ہو گا وہ بھی ایکشن لڑ کے آئے ہیں۔ اور ووٹ لیکر کے آئے ہیں لیکن اپوزیشن کا ممبر ہونے کی سزا میرے خیال میں اُنکے عوام کو نہیں ملنی چاہئے۔ جو کہ اس بجٹ نے ثابت کر دیا ہے اور ہماری سزا ہمارے عوام کو دی جا رہی ہے۔ جناب اسپیکر! مختصر میں یہ کہوں گا کہ دو بندوں نے پی ایس ڈی پی کا فیصلہ کیا ہے ایک جام کمال صاحب ہیں اور دوسرا ایک ڈپٹی سیکرٹری صاحب ہیں انہوں نے بیٹھ کر کے پی ایس ڈی پی کب بنادی ہے اس میں اسکیمات ڈالی ہیں۔ میرا خیال نہیں کہ پی اینڈ ڈی کا اس سے کوئی عملدرآمد ہو یا اسی ایس صاحب کو معلوم ہو کہ کونسی اسکیم ہے کس کی ترجیحات ہیں۔ لیکن جہاں تک ہماری

معلومات ہیں تو اس سے بہتر ہے کہ یہ پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کو بند کر دیا جائے چاہے سی ایم سیکریٹریٹ کرے جو بھی کرنا ہے جو بھی اسکیمات ڈالنی ہیں یا جو ڈیپارٹمنٹ اسکیمات ہیں یا انکو پاند کیا جائے کہ کس لیئے ہمیت، ایجوکیشن، ایریگیشن، ایگریلچر اتنے ڈیپارٹمنٹس ہم نے کھولے ہوئے ہیں اور ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ عوام کے سائل ہیں یہ تو اٹا بجٹ پر بوجھ ہے۔ یہ تو سی ایم سیکریٹریٹ اُس سے کہے بھٹکایا نہیں جائے۔ آپ بیٹھیں اور وہ یہاں بجٹ بنائیں اللہ اللہ خیر سلا۔ جناب اسپیکر صاحب! اس بجٹ میں جو بلوچستان کا ایک دیرینہ مسئلہ تھا چاہے فیڈرل کے ساتھ تعلق ہو چاہے صوبہ کے ساتھ۔ ڈبل روڈ کا، یہ ہے چمن سے کراچی تک یا کوئٹہ سے کراچی تک وہ اُس سے نکال دیا گیا ہے۔ کتنا آسان ہوتا جناب اسپیکر صاحب! کتنے لوگ شہید ہوئے ہیں کتنے جوان شہید ہوئے ہیں کتنے گھرانے اُجڑ گئے ہیں مگر فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ کسی نے بات نہیں کی ہے۔ احتجاج ہوا، آپ کا احتجاج رنگ لایا ہے۔ آپ نے واک آؤٹ کیا وہاں فیڈرل کی بنت میں بیٹھ کر کے پرائم ٹسٹر صاحب کے ساتھ یہ اچھی بات ہے کہ کیا وہ احتجاج رنگ لایا ہے؟ کیا اس میں کس کی غلطی ہے کس سے کوتا ہی ہوئی ہے؟ کیوں فیڈرل گورنمنٹ نے ہماری اسکیمات نکال دیں بلوچستان کو اپنا کوٹہ کیوں نہیں دیا؟ جناب اسپیکر صاحب! اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہم لوگ سنجیدہ نہیں ہیں بلوچستان کے عوام کے ساتھ بلوچستان سے محبت کرنے والوں کے ساتھ کوئی سنجیدہ نہیں ہے اگر سنجیدہ ہوتے تو آج فیڈرل کا completely share ہمیں ملتا جو کہ ہمیں نہیں ملا۔ جناب اسپیکر! ہم بات کرتے ہیں این ایف سی ایوارڈ کی۔ این ایف ایوارڈ پر ہم بلوچستان کے حقوق کی بات کرتے ہیں کہ بلوچستان کا حق پورا دیا جائے بلوچستان کا share پورا دیا جائے بلوچستان کے عوام کا حق دیا جائے۔ ہم این ایف سی پر روتے ہیں اور بھی کبھار ہمارے جیسے زمرک صاحب نے فرمایا کہ سی ایم صاحب نے وہاں quote کیا ہے کہ جی مجھے بلوچستان کا حق چاہئے۔ وہاں ہم اپنے حق کی بات کرتے ہیں۔ کیا اس بلوچستان میں یہ جو صوبائی پی ایس ڈی پی بنی ہے اس میں کیا آپ نے ہر ڈسٹرکٹ کو اسکا اپنا حق دیا ہے؟ کیا آپ نے جو distribution کی ہے کیا آپ نے اُس کو کہ کس کا کتنا حق بتتا ہے یا کس کی کیا ضروریات ہیں کیا آپ لوگوں نے وہ منظر لکھا ہے۔ این ایف سی پر تو آپ بڑے روتے ہیں وہاں بڑے بلوچستان کے حقوق کی بات کرتے ہیں کیا ادھر جو بلوچستان کے بنے والے لوگوں کی بات کی جناب اسپیکر! ہمیں تھوڑا سا آپ کو بتاؤ ہمارے پاس اعداد و شمار کی اُنیس و بیس کی شاید غلطی بھی ہوگی۔ کسی ڈسٹرکٹ کو ڈیڑھ ارب ملا ہے کسی ڈسٹرکٹ کو دو ارب ملے ہیں کسی ڈسٹرکٹ کو آٹھ ارب ملے ہیں کسی ڈسٹرکٹ کو چھ ارب ملے ہیں اگر لبیلہ کے لئے جام کمال صاحب نے سی اینڈ ڈبلیوکی مد میں ساڑھے تین ارب روپے رکھے ہیں کیا یہ حق قلع عبد اللہ،

ڈسٹرکٹ پشین، ژوب کا نہیں ہو سکتا؟ کیا یہ صرف اور صرف لسیلہ میں ہی ہوگا؟ جناب اپیکر صاحب! اب کچھ کو اگر دیکھ لیں آٹھارب پچاس کروڑ روپے ہیں قلعہ عبداللہ تین ارب ساٹھ کروڑ روپے۔ باقی یہ پنجگوار ایک ارب روپے، گوادر ایک ارب ہوا چانگی ہو گیا۔ جناب اپیکر صاحب! ژوب چھارب اسی کروڑ روپے قلعہ عبداللہ دوارب روپے۔ یعنی اس طرح آپ دیکھ لیں کوئی انصاف نہیں تھا کوئی ترتیب نہیں تھی کہ کس ڈسٹرکٹ کی کیا ضروریات ہیں جس کا جتنا وس ہوسکا اُس نے اتنا حصہ لیا اپنے ڈسٹرکٹ کے لئے جس نے جتنا میں وہ الفاظ نہیں کہنا چاہتا ہمیں پتہ ہے کہ ڈورنین لگا ہوا ہے۔ انجینئر زمرک صاحب! میں پشین کی بھی تفصیل آپ کو دوں گا۔ ایک ارب اٹھارہ کروڑ روپے ملے ہیں ان میں آپ نے تقریباً نوے فیصد ان لوگوں کو نوازا ہے جو کہ ایکشن ہارچکے ہیں۔ آپ نے اُن بندوں کو نوازا ہے تفصیل چاہئے تو وہ بھی میں آپ کو دوں گا۔ اگر پشین میں یہ احسان کرتے ہیں کہ ایک ارب اٹھائیں کروڑ روپے دیے ہیں اس میں اسی فیصد ان لوگوں کی اسکیمات شامل ہیں جو ایکشن ہارچکے ہیں جو آنے والے ایکشن کی تیاری کر رہے ہیں۔ جناب اپیکر! ایسا نہیں ہوتا اپوزیشن میں یہ لوگ بھی بیٹھے ہوئے ہیں ہماری جماعت بھی بھی گورنمنٹ کا حصہ تھی لیکن ساتھ لیکر کے چلے ہیں جو ہم نے کیا ہے۔ جناب اپیکر صاحب! این ایف سی کی میں بات کروں کہ یہ این ایف سی پر روتے رہتے ہیں یہ اور بات کرتے ہیں کہ بھی ہمارے ساتھ ایسا ہوا دوسرا بات جناب اپیکر صاحب! غریب اور پسمندہ صوبہ ہے خسارے کا بجٹ ہے۔ اس پر ہمارے دوستوں نے بات کی کہ ایئر ایمبوالنس کے لئے تقریباً دوارب پچاس کروڑ روپے مختص کیئے گئے ہیں اگر آپ کے پاس پیسہ ہوتا اور آپ کی گورنمنٹ اتنی empower ہوتی کہ وہ یہ دیکھے RHC's اور IBHU کے لئے کتنا پیسہ آپ نے رکھا ہے۔ بی ایم سی کے لئے آپ نے کتنا رکھا ہے فاطمہ جناح ہسپتال کے لئے آپ نے پیسہ رکھاے؟ میں اگر اپنے ڈسٹرکٹ کی بات کروں میرے 90 فیصد مریض پشین سے کوئی ریفر ہوتے ہیں پینتالیس کلو میٹر فالہ بھی نہیں ہے اور جناب اپیکر صاحب! وہاں ہسپتال کی حالت اتنی بری ہے کہ جیسے کہ آپ جگل میں رہ رہے ہیں۔ نہ وہاں ادویات ہیں نہ راما سینٹر ہے نہ ایئر جنسی کے لئے کچھ ہے لے دے کے ایک ایمبوالنس کھڑی ہے باقی سب کرائے کی ایمبوالنس چل رہی ہیں۔ مجھے آپ بتائیں کہ اس کے لئے کیا بجٹ آپ نے رکھا ہے کیا یہ انصاف ہے؟ قلعہ عبداللہ، لسیلہ، تربت کیلئے ہسپتال ہے لیکن پشین کے لئے نہیں ہے تو کیوں نہیں ہے وڈھ کے لئے نہیں ہے تو کیوں نہیں ہے کیا یہ انصاف ہے؟ آج ہم ہیں کل نہیں ہوں گے انصاف تو تھوڑا سا کرنا ہے۔ کورونا کے حوالے سے کتنے پیسے مختص کیئے ہیں مارچ کے مہینے میں ایک ارب ساٹھ کروڑ روپے مختص کیئے گئے تھے کہ گوادر، پنجگور، تربت اور واٹک

کے بارہ روزہم اپنے کیمپس لگائیں گے۔ اُسکے بعد پڑان کروڑ روپے پھر ریلیز کیے گئے یعنی یہ ساری رقم ملا کر کے دوارب میں کروڑ روپے تقریباً، یہ یہاں ایم جنسی میں declare کیتے ہیں اس سے کتنے لوگ مستفید ہوئے ہیں؟ اور یہ بتائیں کہ کتنے لوگوں کی جانیں آپ نے بچائی ہیں۔ میں نے تو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ دوناکے مریضوں کو ہسپتال میں بیٹھے ہوئے اور میں نے باقاعدہ حکومت کو مطلع کیا ہے کہ یہ شخص یہاں پڑا ہوا ہے اور جو ٹریننگ وہاں اسکول میں تھی وہاں میڈیسین نہیں تھی وہاں اشاف نہیں تھا وہاں اُس وقت ہیلائچے کے سیکرٹری صاحب بھی موجود تھے ڈی جی صاحب اور ایم ایس صاحب وہاں موجود تھے۔ اب کیا کیا جاسکتا تھا۔ چلیں باقی پر تو compromise ہو سکتا ہے کیا کسی کی جان پر آپ compromise کر سکتے ہیں؟ کتنی جانیں گئیں۔ تو جناب اسپیکر صاحب! اس میں سوچنے کی بات ہے۔ پیشیں ایک زرعی علاقہ ہے وہاں کے لوگ زراعت باغات سیب انار انگور وغیرہ سے وابستہ ہیں۔ دوساروں سے بارشیں ہو رہی ہیں ہمارا وہاں ایک ہی بڑا ڈیم ہے بند خوشدل خان کے نام سے جو کہ میں سے چچیں سالوں سے خالی پڑا ہوا تھا۔ پانی تھا نہیں۔ اللہ اللہ کر کے بارشیں ہوئیں تو ہم نے انتظامیہ نے مل کر بڑی کوششیں کی ہیں۔ ہمارے دوستوں نے کوششیں کی ہیں ہم نے اُس ڈیم کو بھرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اُس ڈیم میں بہت بڑی repairing کا معاملہ چل رہا تھا۔ کہ بھی یہ مرمت ہو گا اگر نہیں ہو گا تو یہ گاؤں علاقے اور باغات کو بہا کر لے جائے گا۔ جناب اسپیکر صاحب! میں نام نہیں لینا چاہتا ہوں ایک بڑے سینئر آفیسر نے وہاں دورہ کیا باقاعدہ پورا دن وہاں گزارا اور محکمہ والوں سے کہا کہ یا! یا انتہائی ایک اہم ایشو ہے اور یہ عوام کا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اس کے لئے آپ مجھے بتائیں مجھے اس کا پیسی وَن بنا کر کے دے دیں حالانکہ میں وہاں موجود نہیں تھا محکمہ والوں سے کہا گیا کہ یقیناً یہ عوام کے کام آئے گا۔ وہ پیسی وَن تیار ہوا۔ اُنکے آفس سے ہوتا ہوا سی ایم سیکرٹری لیوں کا آفیسر وہ آ کے تجویز دی گئی تھی کہ ٹریما سینٹر بنانے سے آٹھ نو لاکھ کی آبادی ہے یقین کریں جناب اسپیکر صاحب! بے ادبی معاف ہماری گائی کی خواتین کو بیٹھاتی جاتی رہتی ہیں۔ آپ آئیں وزٹ کریں آپ دیکھیں تو صحیح ہے۔ حتیٰ کہ فاعل عبد اللہ کے مریض بھی ہمارے پاس آ جاتے ہیں کہ بھتی بڑائی جگہ رے ہوتے ہیں خون خراج ہوتا ہے وہ بھی ہمارے پاس آتے ہیں اتنا نہیں ہے کہ ہم اُنکو accommodate کر سکیں۔ اور جو وہاں اشاف رہ رہا ہے جوڑا کٹر زرہ رہے ہیں اُنکے جو کوارٹرز ہیں

ان کی جو سیورج لاں ہے آپ آئیں دیکھیں جناب اسپیکر صاحب! کمیٹی بنائیں دیکھیں تو صحیح وہاں وہ رہنے کے قابل ہیں ہی نہیں۔ کوئی وہاں رہنا نہیں چاہتا۔ بڑی مشکل سے لوگ مر رہے ہیں۔ ہیلٹھ کو بالکل نظر انداز کیا گیا ہے۔ پیشین میں BHU's اور RDU کو آپ دیکھ لیں کہ یہ کتنے فعال ہیں؟ نکال لیں ریکارڈ پوچھیں یہ ملکہ چیف منستر صاحب کے پاس ہے۔ کتنے لوگ مر رہے ہیں پیشین سے کوئی جاتے ہوئے جو مریض ہیں لتنی خواتین کتنے بچے وہ راستے میں مر رہے ہیں۔ کیا یہ بجٹ ہے؟ کیا اس لئے ہم یہاں آئے ہیں۔ ہم ریکوئیٹ کرتے ہیں کہ یہ بجٹ ہمیں نہیں دیں۔ بالکل ایک ایک پیسہ پیش کرنہیں دیں۔ لیکن کم از کم پیشین کے عوام توبہ کہیں گے کہ یہ عمل جو ہوا ہے یہ گورنمنٹ نے کیا ہے یہ ہم نے نہیں کیا ہے۔ جو یہاں کھڑے ہو کر کے خراج تحسین پیش کر رہے ہیں اور ذرا دیکھ لیں یہ خراج تحسین میں اپنے ڈسٹرکٹ پیشین کے لحاظ سے پیش کروں یا کسی اور ڈسٹرکٹ کے لحاظ سے۔ خراج تحسین جو آپ پیش کر رہے ہیں کیا آپ کامنیر مطمئن ہے کہ میں اس بجٹ پر اس کو گورنمنٹ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اس لئے کہ آپ کو آٹھارب ملے ہیں، چھارب ملے ہیں۔ اس لئے کہ اپوزیشن کو ایک ارب بھی نہیں ملا ہے۔ اس لئے کہ اپوزیشن کو نظر انداز کیا گیا ہے اس لئے خراج تحسین پیش کر رہے ہیں؟ جناب اسپیکر صاحب! ہم ایک غلط کام کو دیکھتے ہیں ہمیں کہنا چاہئے کہ یا ر! یہ غلط ہو رہا ہے۔ یہ نہیں ہونا چاہئے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ مذاکرات۔ کس چیز کے مذاکرات کریں؟ وہ بھی ہمارے ان بھائیوں میں سے کچھ بھائی بیٹھے ہوتے ہیں، ہم کہتے ہیں کہ wind-up کر دیں چھوڑوں۔

جناب اسپیکر: ترین صاحب! ابھی اس کو wind-up کریں۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! کسان کی اگر آپ بات کریں کیا رکھا ہے انہوں نے کسان کے لئے ڈی دل کے آنے سے زمرک خان نے وزٹ بھی کیا ان کو مارنے کے لئے کوئی ادویات کوئی اسپرے نہیں ہیں لوگ پریشان ہیں۔ یقین کریں جناب اسپیکر صاحب! ہر ایک منٹ کے بعد مجھے فون پر کال آتی ہے کہ ہمارے باغات تباہ ہو گئے ہیں ہمارے بچوں کا یہ روزگار ہے۔ پھر بعد میں تو لوگ آئیں گے سڑکوں پر چوری بھی کریں گے، قتل و غارت بھی کریں گے ہر کام کریں گے۔ جب ان سے انکار روزگار چھینا جائے گا جب ان سے انکی زراعت چھینی جائے گی۔ جب ان کی گورنمنٹ مدنہیں کرے گی تو پھر لازمی بات ہے وہ آ کریں عمل کریں گے۔ ہم نے کبھی بھی اپوزیشن میں رہتے ہوئے کہیں بھی negative support عمل کو زندگی میں بھی نہیں کیا ہے۔ پیشین میں اگر دو ڈھائی سال گزر گئے ہیں ہم نے وہاں ایک گورنمنٹ کی حیثیت سے اپنا کردار ادا کیا ہے کبھی مشکلات پیدا نہیں کی ہیں۔ وہاں مشکل حالات تھے ہیں، اور میرے خیال سے اس

طرح اگر ہو گا تو رہیں گے بھی۔ لیکن ہم نے کبھی negative role ادا نہیں کیا ہے ہم نے کہا ہے کہ یا! چل رہا ہے چلنے دیں۔ جناب اسپیکر صاحب! تعلیم کے حوالے سے۔۔۔

جناب اسپیکر: اس پر بھی آپ کا اچھا خاصاً ثامن ہو گیا پانچ منٹ کے بعد پھر ختم ہے۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! ٹھوڑا سا اگر مجھے ثامن دے دیں تعلیم کے حوالے سے کم از کم ساٹھ فیصلہ اسکول ہمارے بند پڑے ہوئے ہیں ایک سو ستر لوگوں کی لسٹ ہم نے ملکہ کو دی ہوئی ہے یہ گھوست ملازمین ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو غیر حاضر ہیں جو آئے نہیں ہیں۔ کیا انکے خلاف کوئی کارروائی ہوئی ہے؟ کیا رکھا ہے ایجکیشن کے لئے۔ جناب اسپیکر صاحب! بھل کا بحران آپ دیکھ لیں سندھ سے وہی کنڈیش ہے اسپورٹس کے حوالے سے اُنھائیں یعنی ایک پی ایچ ای اور ایک سی ایڈڈ بیلوان دو تکمیلوں کو دیکھ لیں۔ ان میں بھی مسائل ہیں۔ اس بجٹ میں پیش کے عوام کے لئے بالخصوص یہ ظالمانہ بجٹ ہے ہم ظالمانہ کہتے ہیں ہمارا سب سے بڑا مسئلہ jurisdiction کا تھا۔ پچھلے سال بھی میں نے جام صاحب سے ریکوئیسٹ کی تھی کہ آپ آئیں افتتاح کر لیں آپ کریڈٹ لیں۔ لیکن ہمارے کسانوں اور زمینداروں کا مسئلہ ہے۔ اس بار پھر ریکوئیسٹ کی ہے کیونکہ ہم اپوزیشن میں ہیں۔ تو میں اس بجٹ کو مسترد کرتا ہوں یہ عوام دشمن بجٹ ہے۔ اور یہ بلوچستان دشمن بجٹ ہے اور یہ بلوچستان کی تاریخ کا ایک سیاہ ترین بجٹ ہے۔ اور میں اپنے عوام کی طرف سے اپنی جماعت کی طرف سے اس بجٹ کو مسترد کرتا ہوں۔ بہت شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: شاہ صاحب! آپ بات کریں گے؟ جی سلیم کھوسہ صاحب۔

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر ملکہ ماں): شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ میرے بڑے اپنے دوست ہیں مہربان ہیں ثناء بلوج تو بڑے غصے میں ہیں اگر آج یہ speech wind-up کر دیتے تو اچھا تھا۔ کل تو اور چیزیں پتہ نہیں کیا کیا نکالیں گے۔ پیش نکالیں لیکن اگر حقیقت پر مبنی ہوں جس طرح دوستوں نے کہا کہ با توں کی بجٹ اس وقت ایک لفظوں کا XX ہے اسی طرح میں ثناء سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ حقیقتاً آپ جو بھی کہیں ہمیں بھی سمجھ میں آئے لیکن با توں میں نہیں الجھائیں۔ دو جو بڑے ہمارے پیارے دوست ہیں اللہ ان کو زندگی دے ایک ثناء اور دوسرا زیرے صاحب۔ جناب اسپیکر صاحب! ہمیشہ بچپن سے ہم سننے آ رہے ہیں کہ جو بگال کے جادوگر ہیں وہ بڑے خطرناک ہوتے ہیں۔ تو ان کی زبان میں بھی وہی جادوگری ہے۔ ایک زیرے صاحب کے اور ایک ثناء بلوج کے، ترین صاحب نے یہاں کافی باتیں کیں۔ تو آج میرا بھی ٹھوڑا سا جام صاحب سے گلہ بنتا ہے کہ اسکے حلقوں میں میرے حلقوں سے زیادہ کام ہوا ہے، اپوزیشن کے حلقوں میں ایک ارب نوے کروڑ کے قریب

تو یہ بڑی بات ہے۔ لیکن میں اللہ پاک کا شکر ادا کرتا ہوں جام صاحب کی مہربانی ہے پچاس سالوں میں اتنا ہمیں فٹ نہیں ملا جتنا کہ پچھلے ادوار میں 2019-2020ء میں اور 21-2020ء میں جو ترقیاتی کام ہونے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کی تاریخ میں کبھی بھی نہیں ہوا ہے یہ حقیقت ہے باتوں کا ہیر پھر نہیں ہے۔ یہ تاریخ بتائے گی۔ یہ ایک تاریخی باب بن رہی ہے جو کام ہورہا ہے اور بڑی بات یہ ہے جناب اسپیکر! اجتماعیت والے کام ہورہے ہیں پہلے انفرادی کام ہوتے تھے یہی پی اینڈ ڈی تھا آج میرے دوستوں کو شاید اس لئے تھوڑا سا X ہورہا ہے کہ اسی پی اینڈ ڈی کے اندر میں الفاظ تو بہت ہی مناسب نہیں ہیں۔ لیکن ادوار گزرے ہیں وہاں اسی پی اینڈ ڈی کے اندر ایک X لگتا تھا اور لوگ جاتے تھے اور اپنی اسکیمات X کے ذریعے شامل کرتے تھے انفرادی اجتماعی نہیں اور X بھی ہوا ہے۔ XX نہیں ہورہا ہے ان کو X ہورہا ہے۔ آج ان کی رسائی نہیں ہے وہاں تک جانے کی کہ وہاں جا کر X کوئی اسکیم ڈال سکیں۔ یہ X ضرور ہورہا ہے۔

جناب اسپیکر: سلیم کو وزن کیسا تھا جائزت دیا جائے۔ چلو حذف کیا جائے XX

وزیر مکملہ مال: تھوڑا سا بلوچستان کے ساحل و سائل کا ہمیشہ سب دعویدار جو رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے سب سے زیادہ اس کے حقوق کیلئے کام کیا (مداخلت) آپ نے تو اپنی تقریر پوری کی جناب! آپ سنیں تھوڑا اسا حوصلہ کریں۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں آپ درمیان میں نہیں بولیں۔ اس نام کیوں نہیں بولا۔ جی بات کریں سلیم صاحب۔

وزیر مکملہ مال: ان کی رسائی وہاں تک نہیں ہے XXX اسی لئے پریشان ہیں ہمیشہ انہوں نے XXXXXXXXX آج ان کے وہ X شامل نہیں ہورہے ہیں تو اس لئے ان کو X ہورہا ہے اور کچھ بھی نہیں۔ جناب والا! مجھے تو بڑا افسوس ہورہا ہے کہتے ہوئے بھی حالانکہ میرے بڑے اچھے دوست ہیں مہربان ہیں لیکن اپنی ذات کے خاطر اپنی ذاتی اسکیمات کی خاطر جا کر روڑوں پر احتجاج کرتے ہیں دیریکت بیٹھتے ہیں X کرتے ہیں X کرتے ہیں جناب عالی! اذراء۔۔۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: دیکھئے! آپ لوگ جب بول رہے تھے تو کوئی نہیں بولتا یہ غلط ہے۔ سلیم صاحب! جاری رکھیں۔

وزیر مکملہ مال: جتنا ان کے حلقوں میں کام ہورہا ہے ابھی زمرک خان نے بتایا پشین کا تو میں کہہ رہا ہوں صحبت پور سے زیادہ کام ہورہا ہے۔۔۔ (مداخلت)

جناب ثناء اللہ بلوچ: جو آپ سمجھتے ہیں بلوچستان کی تعمیر اور ترقی کے حوالے سے بہتر ہے آپ ایسا کریں

کل صح تقریر کر لیں آج آپ کا مود نہیں بن رہا، XXX آپ رات کو پڑھ لیں جو components اپنے ہیں ان کی بالکل تعریف کریں لیکن جو اپوزیشن کرتی ہے میری بات سنیں سیم صاحب دیکھنے ایک ابھی ماحول کا مطلب یہ ہوتا ہے نہیں کہ جو احتجاج اپوزیشن نے کیا میری بات سنیں یہاں۔۔۔ (داخلت)

وزیر مکملہ مال: شائعہ صاحب! اس طرح نہ کریں آپ کے حلقوں میں اربوں کے کام ہور ہے ہیں لیکن اربوں کے کام کو جھوڑ کر آپ لوگوں نے، یہ عوام کو پتہ ہونا چاہیے آج سو شل میدیا نے سب کو بتادیا ہے لوگوں کو سب کچھ پتہ ہے کہ یہاں کیا ہے۔ دیکھنے جناب اپسیکر! بی این پی سے میرا ایک گلہ ہے۔۔۔ (داخلت) میں بجٹ کے حوالے سے ہی بات کر رہا ہوں۔۔۔ (داخلت) آپ کو کیوں X ہور رہا ہے۔ اربوں روپے کا جو کام ہور رہا ہے وہ نظر نہیں آ رہا ہے۔ ایک ارب نوے کروڑ روپے کا پیشیں میں کام ہور رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جی پتہ نہیں کون لوگ ہیں کیا ان کے گھروں کے اندر کام ہور رہا ہے؟ پیشیں کے حلقے میں کام ہور رہا ہے میرے بھائی۔ میرے ضلع سے زیادہ کام ہور رہا ہے اپوزیشن کے ایک حلقے میں یہ تو figures ہمارے سامنے آئے ہیں اور میرے خیال میں خاران میں بھی اربوں سے کم کام نہیں ہو رہا ہو گا اسی طرح ہمارے دوسرے دوست مہربان بیٹھے ہیں سب کے حلقوں میں اجتماعی نوعیت کے کام ہور رہے ہیں۔ ہاں انفرادی نہیں ہو رہے ہیں X نہیں ہو رہے ہیں۔ یہ ضرور ہے اب ظاہری بات ہے آپ لوگوں کی مجبوری ہے آپ لوگوں نے اس سے گلہ ہی کرنا ہے اس کتاب کا گلہ ہی کرنا ہے لیکن میں دعوے کیسا تھہ کہہ سکتا ہوں کہ اس بک کے اندر کوئی X نہیں ہے۔ کوئی اس طرح کے غلط کام نہیں ہیں جو آج تک ہوتے ہوئے آئے ہیں۔ آج انکو ضرور وہ X ہو رہا ہے کہ وہ چیزیں نہیں ہو رہی ہیں۔

جناب اپسیکر: آپ بجٹ پر focus کریں۔

وزیر مکملہ مال: بی این پی سے میرا ایک گلہ ضرور ہے APC سے جب جام صاحب نے ظہور بلیدی نے واک آؤٹ کیا ان کو چاہیے تھا یہ کہتے کہ جام صاحب! آپ صوبے کی بات کر رہے ہیں اس حوالے سے ہم آپ کے ساتھ ہیں لیکن نہیں تیرہ کروڑ کیلئے۔ تو یہاں آ کر بیٹھ گئے۔ لیکن صوبے کیلئے نہیں۔۔۔ (داخلت) نہیں میں حقیقت بول رہا ہوں کوئی غلط بیانی نہیں کر رہا۔

جناب اپسیکر: آپ main-budget کو focus کریں۔

وزیر مکملہ مال: ابھی بجٹ پر آ رہا ہوں آپ تھوڑا اصل بر کریں۔۔۔ XXXXXXXXX بلوچستان کا جو چہرہ ہے اس کو سخ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جناب اپسیکر صاحب! covid-19 کے حوالے سے تفتان کا آج بھی ذکر ہوا۔ شروع سے تفتان تفتان مجھے یہ لوگ صرف یہ بتادیں پورپ میں کونا تفتان تھا جو وہاں لاکھوں لوگ اس مرض

25 جون 2020ء (ماہات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

50

میں بتلا ہو کر جان سے چلے گئے؟ امریکہ میں کون سا تقتان تھا آپ یہ بتائیں؟ بلکہ پورا پاکستان تو تقتان کا شکرگزار ہو کہ جتنے بھی لوگ آئے ان کو وہاں کو نشان کیا گیا اس کے بعد ان صوبوں کے حکمرانوں کو وہ لوگ دیے گئے۔۔۔ (داخلت)

جناب اسپیکر: جی سلیم جان! بجٹ پر آجائیں۔

وزیر یحکمہ مال: ایک چھوٹے سے گاؤں میں دس ہزار لوگ ایک دن میں آ جاتے ہیں۔۔۔ (داخلت)
 جناب اسپیکر صاحب! غلط بیانی کر رہے ہیں ہربات کی ایک حد ہوتی ہے برداشت کیلئے۔ تھوڑی برداشت کریں۔۔۔ (داخلت) میں پی اینڈ ڈی سے ریکویٹ کروں گا اس میں تھوڑا سا کچھ XXXXX
 XXXXXXXXX-X-X-.

جناب اسپیکر: X - X - X کو حذف کیا جائے۔۔۔ (داخلت-شور) کھوسہ صاحب!
 XXXXXXXXX یہ غیر پاریمانی الفاظ کا روایتی سے حذف کر دیں۔

وزیر یحکمہ مال: جناب والا! اس بجٹ کی جتنی بھی تعریف کی جائے میرے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں کہ میں تعریف کر سکوں حقیقت یہی ہے اس کیلئے پی اینڈ ڈی میں تین ماہ سے کام ہو رہا ہے یہ کوئی دوچار پانچ دن ایک بھتی میں یہ سب کچھ نہیں ہوا ہے، ہم نے بھی اپنی کافی اسکیمات کی نشاندہی کی ہماری اسکیمات کی بھی اسکوئی کی گئی بہت ساری ہماری اسکیمات ڈر اپ کی گئی ہیں۔ میرا بھی حلقة ہے میری بہت ساری مجبوریاں ہیں ہو سکتا ہے کچھ انفرادی اسکیمات دے ہوں لیکن وہ شامل نہیں کی گئیں جو اجتماعی نویعت کی اسکیمات تھیں وہ شامل کی گئی ہیں۔ میں داد دیتا ہوں پی اینڈ ڈی کو کہ اتنی محنت کی گئی۔ سی ایم صاحب اور سی ایم صاحب کے سکریٹریٹ نے دن رات محنت کر کے ایک ایک اسکیم کو دیکھا scrutiny کی گئی اس کے بعد اس پی الیس ڈی پی میں شامل کیا گیا تاکہ اس کی جو افادیت ہے وہ اجتماعیت کو ملے اور پورے صوبے کو ملے۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ windup کر لیں۔ بجٹ کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے لیکن آپ کی جتنی تقریر کی تعریف کی جائے اتنی تکلیف سے بھرا ہوا ہے۔

وزیر یحکمہ مال: جناب اسپیکر صاحب! آج میری ایک روڈ جو بن رہی ہے کشمور۔ آج کشمور کی طرف رواں دواں انشاء اللہ تعالیٰ ایک دو سال میں بن جائیگی آپ یقین کریں کہ کوئی میں دیر سے پہنچوں گا لیکن میرے حلے کے لوگ نصیر آباد ڈویژن کے لوگ آپ کا لا ہو رواںے پہلے جا کر پہنچیں گے۔ کشمور سے 15 منٹ کے فاصلہ پر موڑوے ہے۔ بھائی آپ لوگ ترقی نہیں چاہتے ہیں نا۔ آپ لوگ نہ خود ترقی چاہتے ہیں نہ اپنے عوام کی ترقی

چاہتے ہیں۔ XXXXX یہی بات کریں گے۔ میں آخر میں پھر جام صاحب کو اور انکی پوری ٹیم کو اور خاص طور پر پی ائینڈ ڈی اور فناں کو کہ انہوں نے بڑی محنت کی اور تاریخی بجٹ جو دیا ہے اس سے انشاء اللہ تعالیٰ بلوچستان بہت آگے جایگا بہت ترقی کریگا آخر میں جو بلوچستان عوامی پارٹی اور ہمارے coalition نے جو لغزہ مارا تھا کہ ڈولپمنٹ، ڈولپمنٹ بلوچستان کا وہ کر کے دکھایا ہے اور یہ شروعات ہے جب ہمارے پانچ سال پورے ہوں گے میں سمجھتا ہوں کہ اس کا ریکارڈ پچاس سال بھی نہیں تو ڈسکلین۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ جی نصیب اللہ مری صاحب۔ آپ speech نہیں کر رہے ہیں۔ کل نہیں ہے کل بہت جھوٹا ٹائم ہے آپ نے کہا میں اعلان کر رہا ہوں آج آپ اعلان کریں سردار کھیزان صاحب! آپ نے کہا۔ پتہ نہیں میں کچھ اعلان کر رہا ہوں۔ تو آجائیں اپنی سیٹ پر اور آپ کر کے دکھائیں گے جام صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں جو اسپیکر چیمپر میں آپ نے کہا تھا وہ آپ اعلان کریں گے۔

سردار عبدالرحمٰن کھیزان (وزیر مکملہ خوراک و بہبود آبادی): میں اعلان کرنے لگا ہوں بس بات سنیں میں جس کے لئے اعلان کر رہا ہوں وہ ہے نہیں نہ یہ ہے نہ وہ ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں آپ نے اور بات کی تھی۔ آپ نے کیا کہا تھا کہ میں ہاؤس میں اہم ایک اعلان کروں گا جام صاحب کی موجودگی میں۔

وزیر مکملہ خوراک و بہبود آبادی: لاندھی کی، اوروہ بھی اپیں اپیں۔ جناب! آپ مجھے کل ٹائم دے دیں میں نواب اسلام رئیسانی صاحب کا اور ہاں۔۔۔

جناب اسپیکر: بجٹ پر speech کریں۔

وزیر مکملہ خوراک و بہبود آبادی: ملک صاحب! دیکھیں میں آپ کو ایک بات بتاؤں۔ نہیں، نہیں بجٹ پر نہیں کروں گا میں نواب رئیسانی صاحب سے بھی بات کرنا چاہتا ہوں نصراللہ کے ساتھ بھی تھوڑی سی serious بات ہے کہ ہمارے ساتھ کیا ہوا۔ ہاں تو کل، کل تو آرے ہے ہیں نائب صاحب بھی آرے ہے ہیں وہ بھی آرے ہے ہیں۔

جناب اسپیکر: چلو پھر کل کر لیں کیا ہے۔

وزیر مکملہ خوراک و بہبود آبادی: سر! میں ایک بات کہہ دوں ملک نصیر نے کہا کہ ”موت“۔ میں دس گیارہ سال کا تھا موت سے میں ایسے کھیلتا کھیلتا آج باستھ سال کا ہو گیا ہوں۔ اور آج میں نے جام صاحب کو پیزا

☆ بحکم جناب اسپیکر XXXXX غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے۔

کھلایا میں نے کہا چوتھی شادی کی منگنی کی خوشی میں۔ تو جناب اسپیکر! میں کل speech کروں گا۔ شکر یہ۔
جناب اسپیکر: مولانا نوراللہ صاحب۔

مولانا نوراللہ: **أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔** جناب اسپیکر! شکر یہ میں سب سے پہلے کہ بجٹ پر تنقیدی بات کروں، اُس سے پہلے زمرک خان نے کہا ”کہ حکومت کو داد بھی دینی چاہیے اپوزیشن کی طرف سے“۔ میں داد دیتا ہوں جام کمال خان صاحب کو کہ میں اُنکے سامنے کئی عوامی اسکیمات پر بات کر کے اُس کے سامنے رکھ دیا۔ اُن میں سے ایک اسکیم یہ تھی کہ گزشتہ برقراری میں جوجنوری اور فروری کے درمیان ہوئی تھی، اُس میں کان مہترزی اور مسلم باغ، مرغ فقیر زی، پچھی فردوں، لوئی بند اور بادیں کے تمام راستے بند ہو گئے تھے۔ اور نیشنل ہائی وے دن بند رہی۔ اُس میں لوگوں کے جنازے پھنسنے رہے۔ دس دن تک مریضوں کی ہسپتال تک رسائی نہیں ہو رہی تھی۔ ان گیبھر حالات کو دیکھنے کے لئے ہمارے چیف سیکرٹری بذاتِ خود تشریف لائے۔ پھر ہمارے چیف منٹر صاحب بھی ایئر ہیلی کا پڑر کے ذریعے وہاں آئے۔ اُس کے بعد ہمارے گورنر صاحب بھی حالات کا جائزہ لینے کی غرض سے وہاں آئے۔ اور یہ صرف گزشتہ سال کا مسئلہ اور معاملہ نہیں تھا۔ اس سے پہلے سال بھی یہی حالت رہی۔ تو اس حوالے سے میں نے سی ایم صاحب کے سامنے درخواست کے ذریعے بھی اور ملاقات کے ذریعے بھی کہ یہ ہماری دس دن نیشنل ہائی وے جو بند تھی۔ اور ساتھ والے مرغ فقیر زی اور تحصیل لوئی بند یہ دونوں سب تحصیل ہیں اس کا راستہ ایک مہینہ پانچ دن بند رہا۔ براہ کرم یہ پہاڑی راستہ ہے، سر دعا لئے ہے، ہر موسم سرما میں ہمارے عوام کا یہی مسائل اور مشکلات ہیں۔ تو اس حوالے سے ہمیں مسلم باغ میں ایک ریسکو سینٹر دیا جائے جس میں تین چار گرینڈ رز پانچ، چھٹر کیٹر ز ہوں تاکہ اس ایئر جنگی کی حالت میں ہمارے کام آئیں اور عوام کو ان مشکلات سے نجات حاصل ہوں۔ ان دنوں میں کئی ہزار ٹرک بیباہ پھنسنے رہے۔ میں اپنے عوام کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ان مسافروں اور ڈرائیوروں اور پھنسنے ہوئے لوگوں کو کھانے اور رہائش کی اپنی قابلی ریویاٹ کے مطابق خدمت کی۔ حکومتی وسائل بہت دیر سے پہنچے۔ اگر وہاں کوئی بندوبست ہوتا تو شاید ایک دن بھی یہ راستہ بند نہیں ہوتا۔ یہ کیا میری خواہش تھی یہ کہ میرا ذاتی کام ہے کہ ہم روڈ پر جب بیٹھے ہیں اپنے ذاتی مفادات کی خاطر یا عوامی مسائل کی خاطر جناب اسپیکر! میں جام صاحب کا شکر یہ اس حوالے سے ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے بات کا آدھا حل نکال کے وہ ایک مہینہ پانچ دن والے جو روڈ بند تھی اس کے حوالے سے انہوں نے چالیس کروڑ روپے جاری کیئے۔ اس کا میں ان کو داد دیتا ہوں۔ داد کا موقع تو فراہم کر دیں تب داد کی خواہش مجھ سے رکھیں۔ ایک بوڑھا آدمی اپنے چھوٹے بیٹے کے ساتھ جا رہا تھا

بھوک لگا بیٹے کو کسی گھر میں بھیج دیا کہ جاؤ کوئی روٹی موٹی کا فقر اور سوال کر کے لے آنا۔ میں بھی کھاؤں گا آپ بھی کھائیں گے۔ گھروالوں سے تقاضا کیا گھروالوں نے ایک تھالی دہی سے بھر کر کے دیا اور ساتھ روٹی بھی دی۔ جب اُس نے تھالی اور روٹی اٹھا کے باہر باپ کے پاس لائی باپ نے جب دیکھا کہ یہ تو کم ہے۔ جب بیٹا بھی کھائے گا اور میں بھی کھاؤں گا تو پھر میرے خیال میں میرا کام نہیں ہوگا۔ تو معصوم بیٹے سے یہ کہا کہ بیٹا! یہ تھالی بار بار کھنا اور اٹھانا یہ مشکل ہے۔ ایسا کرتے ہیں پہلے میں پی لیتا ہوں میں باپ ہوں بوڑھا ہوں بیس گھونٹ۔ بعد میں آپ بیس گھونٹ مسلسل بغیر و قرنے کے پی لیں۔ بیٹے نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ جب اس نے پینا شروع کر دیا تو انیس گھونٹ میں ساری تھالی کو صاف کر دیا۔ جب تھالی کو ز میں پر رکھ دیا بیٹے نے جب دیکھا تھالی میں کچھ بھی نہیں بچا وہ رونے لگا۔ باپ نے پوچھا کہ کیوں رور ہے ہو؟ اُس نے بولا کہ آپ نے سارا دہی ہضم ہڑپ کر لیا میرے لئے تو کچھ بھی نہیں بچا۔ اُس نے بولا رونا نہیں بھی میرا بھی ایک گھونٹ رہتا ہے میں بھی نہیں روتا ہوں ۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) کیا نیشنل ہائی وے کے حوالے سے یہاں آپ مرکز سے یا اپنے صوبائی وسائل سے اسکے لئے یہ ریسکوپ سینٹر اور یہ مشینری جو لازمی اور ضروری ہے، یہ صرف مسلم باغ کا مسئلہ نہیں ہے۔ نیشنل ہائی وے ہے پنجاب کے ٹرک بھی اس میں پھنسنے ہوئے تھے خاران کا بھی پورے بلوجستان اور سندھ کی ٹرینیک اس میں پھنسی ہوئی تھی اگر اس میں مبالغہ ہے اس میں کوئی جھوٹ ہے اس میں کوئی ذاتی مغاد اور خواہش تھی تو سب بتا سکتے ہیں۔ یہ چشم دید مشکلات مسائل تھے، پھر بھی اس پر کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔ تو ابھی میں نہیں روؤں دا نہیں دوں تو میرے لئے کیا ہے، رونے کے بغیر۔ میں اپنے حلقے کا نمائندہ نہیں ہوتا تو میں اپنے حلقے کے بارے میں بھی نہیں بولتا۔ خدا کی قسم اگر میری یہ مجبوری نہیں ہوتی کہ آپ مجھ سے یہیں پوچھتے یہاں اسمبلی فلور پر آپ نے کیا کچھ نہیں کھائیں آج بھی کچھ نہیں کہتا۔ کیونکہ میں نے اس فلور پر، ہمارے عبدالخالق ہزارہ صاحب نے کیا فرمایا کہ 53 پر اندر میں گے آپ گریڈ کریں گے۔ 53 میں اسکولوں کو آپ گریڈ کر کے ہائی بائیں گے۔ اس visit کی تعریف کرتے ہوئے انہوں نے یہ فرمایا۔ میں ضلع قلعہ سیف اللہ ساڑھے تین لاکھ آبادی کا واحد نمائندہ ہوں۔ آپ اس پوری پی ایس ڈی پی میں ایک اسکول مجھے دکھائیں کہ میں نے اس گاؤں کو ایک سکول دیا ہے۔ داد دوں یا وہ سلیم صاحب والا X کی بات کروں، X مجھے نہیں ہو رہا تو کیوں نہیں ہو رہا ہے ایسرا یبونس کی بات ہمیں رکشہ ایبونس دیدو ہمیں ٹانگہ ایبونس دیدیں۔ ہمیں ٹانگہ ایبونس کے لئے برف سے صاف راستہ مہیا کر دو تب میں داد دوں گا۔ داد ہم تب دیتے کہ اگر ظہور بلیدی صاحب اپنے کچھ کی بجائے قلعہ سیف اللہ کے لئے آپ آٹھارب روپے اس پی ایس ڈی پی میں رکھ دیتے اور اپنے لئے اپنے کچھ کے لئے

وہ تیرا کروڑ روپے کی اسکیمیں رکھتے تب آپ دیکھ لیتے کہ میں داد دینا ہوں یا تلقیدی جائزہ پیش کر کے پیش کرتا ہوں اس فلور پر۔ میں پدرہ بیس ٹھیل اسکولوں کا تذکرہ کر چکا ہوں خدا کی قسم آج تو قسم کا اعتبار باقی نہیں رہا کہ کئی سالوں سے انکی چھت نہیں ہے کیوں کس سے شکوہ کروں کس کے سامنے فریاد کروں؟ ہمارے وڈیرے اور زور آور کمزور لوگوں پر، کمزور طبقے پر اتنا مسلط ہیں کہ ہمارے مسلم باغ سپورٹس کمپلیکس بنا ہوا ہے۔ ایک جا گیردار اور با اثر آدمی اس زمین پر جو بالکل ندی کے وسط میں ہے، ابھی میونسل کمیٹی دفتر اس کے ساتھ اسی ندی کے درمیان بنار ہے ہیں کوئی روکنے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ میں نے سیکرٹری سے شکایت کی کہ یہ یہروں اصل میں زمین میں بنایا جا رہا ہے۔ یہ بازار سے شہر سے باہر ہے ایک ندی میں بنایا جا رہا ہے۔ عوام وہاں کیسے جائیں گے اس تک عوام کی رسائی بھی نہیں ہو سکتی۔ لیکن پھر بھی منظر صاحب نے شکایت کی۔ ہمارے ہسپتاں کا یہ عالم ہے کہ قلعہ سیف اللہ وزیر صحبت مری صاحب سے میں نے پچھلے سال پوچھا تھا کہ ہمارے سڑک ہیڈ کو اٹر ہسپتال میں کتنے ڈاکٹرز ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ 32۔ میں نے کہا کہ وہاں تو ایک ڈاکٹر ڈیوٹی پر حاضر ہوتا ہے۔ مرغہ فقیر زمیں سب تحصیل لوئی بند کا واحد شہر ہے وہیں پر ہسپتال بننا ہوا ہے۔ وہیں پر ایف سی کی نفری رہ رہی ہے۔ بر گیڈیڈ یئر لیافت سے میں نے یہ شکوہ کیا کہ یہاں ہمارا یہ ہسپتال ہے عوام کے لئے بننا ہوا ہے۔ آپ نے یہاں اپنی نفری ٹھہرائی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں آج ہی غالی کراؤں گا۔ مگر پھر اس میں ڈاکٹر لانا چاہیے۔ میں نے وزیر صحبت سے یہی بات کی آج تک وہ ہسپتال اسی طرح پڑا ہوا ہے۔ گرلوہائی اسکول کو نہ کوئی سالوں سے تالا لگا ہوا ہے کیوں ذمہ دار کون ہیں؟ سی ایم صاحب کے کہنے اور ہدایت پر این ایج اے فیز 50 سے لے کر بادینی تک سڑک کے حوالے سے estimates بنالیں انچینر نگ نے وہیں سے فاصلہ لے کر 150 کلومیٹر ہے، نیشنل ہائی وے سے افغانستان شمال کی سائیڈ پر۔ اور اسی طرح اسی فاصلے کے مطابق نیشنل ہائی وے سے میرے حلقة کا اسی طرح دوسری سائیڈ جنوبی سائیڈ پر فاصلہ ہے۔ اڑھائی تین سو کلومیٹر میرے حلقة کا فاصلہ ہے۔ پھر اس کا اس تناسب سے فنڈ رکھنا جو مری آباد کے لیے ہیں۔ کیا یہ اسلام میں ہے کیا یہ انصاف ہے کیا یہ داد دینے والی بات ہے یا اس کے ساتھ لڑنا چاہیے۔ کیا ہمارے بچوں کو تعلیم حاصل کرنے کا کوئی حق نہیں ہے کہ ان کو اسکول دیئے جائیں؟

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! اپنی speech مختصر کریں کافی ٹائم ہو گیا ہے۔

مولوی نور اللہ: آپ دیکھیں اس موجودہ پی ایس ڈی پی میں ایک بھی ڈسپینسری مجھے دکھائیں میں پورا سال خاموش رہوں گا کچھ نہیں بولوں گا۔ ایک اسکول دکھادیں سپورٹس کمپلیکس کے لیے 100 ملین رکھے گئے

بیں قلعہ سیف اللہ کے لیے ایلوکیشن 262 ہے۔ کاسٹ 262 ہے اور 100 ملین روپے ہیں۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! کچھ تو تعریف کر دیں۔

مولوی نوراللہ: تعریف کر رہا ہوں۔

جناب اسپیکر: یہ آپ کی داد کا سمجھنیں آ رہا ہے۔ ایک منٹ میں ہم سمجھ رہے تھے آپ داد دے رہے ہیں
دوسرے منٹ میں آپ نے پڑی بدل دی۔

مولوی نوراللہ: داد ایک دینی ہے کہ ایک باپ کے تین بیٹھے ہوں ایک مرض میں بنتا ہے ایک بھوک
میں بنتا ہے اور تیرسا فتحیں کا تقاضہ کر رہا ہے۔ اور والد کے پاس اتنے پیسے ہیں کہ اگر وہ فٹ بال خرید لے تو
بھوک کے لئے کچھ نہیں بچ گا نہ مریض کی دوائی کے لئے کچھ بچے گا۔ اس والد کو کیا کرنا چاہیے؟ حکومت ہماری
باپ ہے۔ ہمیں نہیں چاہیے ایسا سپورٹس کمپلیکس۔ ہمیں اسکول چاہیے۔ ہمیں ہسپتال چاہیے۔ ہمیں بی ایچ یو
چاہیے۔ ہمیں صحت کے لیے دوائی چاہیے۔ تو دس سالوں میں اگر ہم نہ بنائیں آپ کے گھر کا چیف منسٹر تھا۔ ہمارا
تو کوئی چیف منسٹر قلعہ سیف اللہ سے آیا نہیں ہے۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب اسپیکر: ہم تو مولانا صاحب کو بہت سیدھا سادھا سمجھ رہے تھے۔

مولوی نوراللہ: عبدالخالق ہزارہ XXXXXXXXXX یہ سپورٹس کمپلیکس قلعہ سیف اللہ کے عوام کے
لیے نہیں دیا ہوا ہے جناب اسپیکر۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب اسپیکر: جی مولانا صاحب کو بولنے دیں۔

مولوی نوراللہ: میں۔۔۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: سردار کھیت ان! آپ بیٹھ جائیں۔ کھیت ان صاحب آپ بیٹھ جائیں۔ (شور۔ مداخلت)

مولوی نوراللہ: آپ یہ بھی لے جائیں تو پرواہ نہیں ہے ہم ویسے۔ تو جناب اسپیکر۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب اسپیکر: سردار صاحب! کمپلیٹ کرنے دیں۔

مولوی نوراللہ: جناب اسپیکر! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ عرض یہ ہے تو کوئی کے لیے جناب اسپیکر!
۔۔۔ (مداخلت۔ شور) جناب اسپیکر! میں عبدالخالق صاحب کا احترام کرتے ہوئے ان کا نام اس وجہ سے لے
رہا ہوں میری ان کے ساتھ کوئی ذاتی عداوت نہیں ان کا حلقة بہت مختصر ہے کوئی کا۔ لیکن اس حلقة کے لیے
۔۔۔ (مداخلت۔ شور) آپ نے کتنے ووٹ لیے ہیں میں نے کتنے ووٹ لیے ہیں۔ تو ووٹ بھی شمار کریں۔

☆ بحکم جناب اسپیکر XXXXX غیر پارلیمانی الفاظ کا رواش سے حذف کر دیئے گئے۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! اسکو منحصر کریں۔

مولوی نور اللہ: تو عرض یہ ہے کہ یہ بلوچستان کا بجٹ ہم اس کو عوامی بجٹ نہیں کہتے یہ سیکریٹ کا بجٹ ہے یہ کیبنٹ اور منسٹر کا بجٹ ہے یہ وی آئی پی اور سرمایہ داروں اور سرداروں کا بجٹ ہے۔۔۔ (مداخلت) مجھے بھی کچھ دیا گیا ہے اسی وجہ سے میں سرمایہ دار ہوں۔ تو عرض یہ ہے میں ایک بار پھر۔ وہ 35 دن والی بندروڑ کے لیے جام صاحب نے جو پیسے رکھے ہیں۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ میں پھر یہ تقاضہ کرتا ہوں کہ اگر اس کے لیے مسلم باغ، کان مہترزی، کے لیے اگر یہ سکیو سینٹر کا قیام عمل میں نہیں لا یا گیا تو برف باری کے زمانے میں پھر ہم دیکھیں گے ہم سیاسی قوت دکھائیں گے پھر میرے خیال میں کوئی بھی نہیں آ سکے گا۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: شکریہ۔ جی سردار بابر موسیٰ خیل صاحب۔

سردار بابر خان موسیٰ خیل (ڈپٹی اسپیکر): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ شکریہ جناب اسپیکر! آپ نے بات کرنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے تو میں جام صاحب کا انکی ٹیم ممبرز کا پی این ڈی کا ہمارے بزدار صاحب اس کے ساتھ تھے فناں منسٹر سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں، ایک عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر۔ جناب اسپیکر! بلوچستان میں پشتوں بیلٹ میں اگر دیکھا جائے تو سب سے پسمندہ ڈسٹرکٹس میں موسیٰ خیل اور شیرانی بھی آتے ہیں۔ اگر ground reality پر دیکھا جائے، یہ ایک خیر پختخوا کے ساتھ بارڈر ہے دوسرا پنجاب کے ساتھ ہے۔ تو آج مجھے افسوس ہوا ہمارے اپوزیشن کے ایک ساتھی نے کہا ”کہ موسیٰ خیل کا جو نمائندہ ہے وہ سادھا ہے اور ان کو صرف 16 یا 18 کروڑ روپے ملے ہیں، 14 کروڑ روپیہ“۔۔۔ (مداخلت) آپ اپنی جگہ چینچ کر لیں مگر میں آپ کے توسط سے اُن کو بھی بتانا چاہتا ہوں اور پورے بلوچستان کو بتانا چاہتا ہوں کہ 2 سال ابھی تک پورے نہیں ہوئے مگر موسیٰ خیل اور شیرانی کے حوالے سے الحمد للہ میرا ضمیر بھی مطمئن ہے اور جو بجٹ میں ترقیاتی منصوبے آئے ہیں، الحمد للہ پوری قوم اور دونوں ڈسٹرکٹ کے لوگ اس پر مکمل خوش ہیں۔۔۔ (ڈیسک جائے گے) اور اختتام میں وہ ظاہر کیا ہوا ہے۔ جناب اسپیکر! ہمارے ڈسٹرکٹ کا سب سے جو بڑا مسئلہ تھا موسیٰ خیل کا یہاں گلیری میں دو ہمارے سینٹر آفران بھی ڈسٹرکٹ کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ بزدار صاحب اور لعل جان جعفر صاحب۔ یہاں سے کنگری ہم لوگ جاتے ہیں تو ہمیں اتنا issue نہیں ہوتا تھا کنگری سے پھر موسیٰ خیل تک اور وہاں سے پھر آگے جب ہم N-50 کے لیے جاتے تھے سنگر تک تو ہمیں اتنی مشکلات ہوتی تھیں کہ وہاں کوئی بھی آفسر خوشی سے نہیں جاتا تھا نہ علاقے کے لوگ وہاں آسانی سے جا سکتے

تھے۔ ہمارے لیے بھی بہت بڑا ایشتو تھا۔ تو اس روڈ کے لیے دوسال فیڈرل پی ایس ڈی پی میں میں نے کوشش کی وہاں ہے بھی ہماری گورنمنٹ۔ مگر افسوس کے ساتھ وہاں سے ہماری اسکیم ڈریپ ہو گئی۔ چونکہ الحمد للہ اس دفعہ بلوچستان کی جو پی ایس ڈی پی میں موئی خیل، کنگری والی روڈ بھی آئی ہوئی ہے۔ اور اپوزیشن کے لوگ، ٹھیک ہے ان کا یہ حق بتتا ہے کہ وہ پی ایس ڈی پی پر بھی بات کریں ہماری کارکردگی پر بھی بات کریں۔ مگر افسوس اس بات کا ہوتا ہے کہ وہ ہمارے حلقة کے لوگوں کو مایوسی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ میں تو اس سوچ اور گمان میں تھا کہ وہ مجھے مبارکباد پیش کریں گے کہ موئی خیل اور شیرانی پسمندہ دو اضلاع ہیں ان کے لیے ایک اچھا بحث اس دفعہ رکھا گیا۔ ہمارا ایک حلقة زمری پلسین جسے کہتے ہیں دانہ سر سے بھی آگے خبر پختونخوا میں آپ پانچ کلو میٹر جب جائیں گے وہاں سے راستہ آتا ہے۔ 35 ہزار اس کی آبادی ہے مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے 70,75 سالوں سے اُنکے لیے روڈ نہیں تھی اور اس حلقة کے لوگ اپنے مردوں کو رسی سے باندھ کر قبرستان تک پہنچاتے تھے۔ تو اس دفعہ جام صاحب کی مہربانی سے وہ روڈ بھی اس پی ایس ڈی پی میں آگئی۔ (ڈیک بجائے گئے) ان سے میں اتنا کھوں گا ہمارے ساتھی ہیں میرے معزز ہیں مگر اس نے جو کہا کہ 16 کروڑ 15 کروڑ 15 کروڑ۔ 15 کروڑ کا تو صرف شیرانی ٹینٹین عرا کا ایک ڈیم اس دفعہ رکھا گیا ہے۔ ہماری بھی کچھ اس طرح کی اسکیمیات تھیں جو ڈریپ ہو گئے یقیناً حالات جو چل رہے ہیں پوری دنیا میں Covid-19 کی وجہ سے۔ ہمارے آگے بھی یہی کوشش رہے گی کہ حلقة کے حوالے سے جام صاحب کو میں نے یہ بتایا تھا کہ شیرانی میں ہمارے لیے گریز کانج بہت ضروری ہے اس دفعہ ڈریپ ہو گیا مگر پھر بھی ہماری یہ کوشش ہے کہ ہم آگے گئے اسکو پی ایس ڈی پی میں ڈال دیں۔ موئی خیل کانج 90-89ء میں بناب تک اٹھ تھا اس گورنمنٹ نے اس کو ڈگری کا درجہ دیا۔ جام صاحب نے کیا۔ ڈسٹرکٹ شیرانی 2004ء میں ڈسٹرکٹ بنانے کے ٹاؤن کمپلیکس ابھی تک شفت نہیں ہوا تھا اس گورنمنٹ میں جا کروہ لوگ گئے میر علی خیل میں شفت ہوئے اور وہاں کام شروع ہوا۔ اسی طرح فیڈرل میں ہماری یہ کوشش ہے۔ انزل خیزی کی روڈ ضروری ہے۔ موئی خیل سے N-50 تک جو راستہ ہے وہ ضروری ہے تو ان لوگوں کو آپ کے توسط سے میں بتانا چاہتا ہوں اور اپنے حلقة کے لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ الحمد للہ ہم اس پی ایس ڈی پی سے مطمئن ہیں۔ اور ہماری جدوجہد انشاء اللہ آگے بھی جاری رہیگی۔ کہتے ہیں کہ:

اپنے کردار پر ڈال کر پرداہ
ہر شخص کہہ رہا ہے زمانہ خراب ہے۔

تو کچھ اپنے گریبان میں بھی انسان کو دیکھنا چاہیے کہ ماضی میں کیا ہوا اور اب کیا ہو رہا ہے۔ میرا اپنا ذاتی گھر ریلوے ہاؤ سنگ سوسائٹی میں ہے۔ تو ہمیں بہت زیادہ تکلیف چھٹی کے ٹائم پر ہوتی تھی، بجپن سے، آنے جانے میں۔ مگر اس گورنمنٹ نے اس روڈ کو ڈبل بنادیا اور ہمارے لیے آسانی بنی ہے۔ اور کوئی کی روڈ، کوئی کے bridges اور کوئی خوبصورتی کے لیے جو کام ہیں میرے خیال سے وہ کسی سے بھی چھپے نہیں ہیں۔ تو آپ لوگوں سے یہی کہوں گا کہ آپ لوگوں کا یہ حق بتتا ہے ہم لوگوں پر انگلی اٹھانا۔ مگر اس بات کی میں وضاحت کروں کہ کم از کم ہمارے علاقے کے لوگوں کو غلط بیانی کر کے ان کو ماہی کی طرف نہیں لے جایا جائے۔ آخر میں میں جام صاحب کا اور ان کی پوری ٹیم کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ سردار بابر موسیٰ خیل صاحب۔ اب اسمبلی کا اجلاس مورخہ 26 جون صبح 10:00 بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 09:00 بجدر 20 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

